يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ
پ ۶ ع ۱۳

حضرت شمس العلماء

علامہ السید علی الحائری قبلہ

مجتہد العصر والزمان علی اللہ مقامہ نے موضوع غدیر پر مکمل وعظ فرمایا

المسمٰی بہ

موعظہ غدیر

جسکو

منیجر کتب خانہ حسینیہ لاہور

محلہ شیعاں سے شائع کیا

یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ پ ۶ ع ۱۴

یہ وہی تین گھنٹہ کی معرکۃ الآراء مکمل تقریر موعظہ غدیر ہے جو لاہور میں عالی جناب حجۃ الاسلام والمسلمین نائب الائمۃ المعصومین صدر المفسرین سرکار فیض اقتدار شمس العلماء علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان علی اللہ مقامہ نے تقریباً پانچ ہزار کے مجمع عام میں حدیث غدیر بیان فرماتے ہوئے معتبرہ کتب اہلسنت کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں

الموسومہ بہ

موعظہ غدیر

جس کو

ذرہ بیمقدار سید محمد رضی الرضوی القمی نے بسعی بلیغ ترتیب دیا

ملنے کا پتہ

منیجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ ۵۲ موچی دروازہ لاہور

بار چہارم — تعداد ۱۰۰۰ — قیمت ۷/

جلسۂ عید غدیر کا انعقاد

لاہور کے شیعہ احباب میں یہ مبارک و سعید روز جس طرح منایا جاتا تھا اس کی تفصیل کا نچوڑ اس سے زیادہ نہ ہوگا کہ مومنین مطلقاً کھیل اور تیوہاروں کے ہنسی کھیل میں مشغول رہ کر گذار دیتے تھے۔ اور اصل مطلب ایسے دینی اور مذہبی مراسم کا بالکل مفقود کر دیتے تھے۔ یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ دینی ترقی کے لئے مجالس عزا جس طرح سے کارآمد ثابت ہوئی ہیں اگر ان مواقع کو بھی عظیم الشان شہرت ہو جائے تو پھر قوم کو کسی تبلیغی جدوجہد کی ضرورت نہ رہے مثلاً عید غدیر۔ عید مباہلہ۔ عید نوروز وغیرہ دیگر ایسی ہی متفق علیہ مراسم مذہبی کو ترقی و عروج دینا یا ان کی طرف سے بے خبر و بے پرواہ رہنا فرقہ حقہ کے لئے موجب شرم اور ناقابل تلافی فروگذاشت متصور ہوگا۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ دوسرے فرقوں کے مقابلے میں ہم خواب غفلت کے عالم میں پڑے ہوتے ہیں۔ اس کمزوری کو دور کرنے کی غرض سے عرصہ چار سال سے لاہور میں شیعہ ینگ مین ایسوسی ایشن نارووالی نے ان تمام مذہبی تیوہاروں کو اصلی اسلامی طریقہ پر پبلک کے سامنے پیش کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے جو ہر طرح سے اپنے نیک ارادے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ دیگر فرقہ ہائے اسلام عام طور پر بنظر استحسان ملاحظہ فرما کر ہماری کارگذاری کی داد دے رہے ہیں۔ چنانچہ حسب دستور سنین ماضیہ امسال بھی سوسائٹی کی جانب سے ۱۸ ماہ ذوالحجۃ الحرام ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۳ ماہ اگست ۱۹۲۲ء روز یکشنبہ (اتوار) دن کے دو بجے امام باڑہ خواجگان نارووالی لاہور میں جلسہ غدیر کا انعقاد ہوا۔ جس کا اعلان بذریعہ پوسٹر آٹھ یوم پیشتر کر دیا گیا تھا۔ والسلام

باسمہ سبحانہٗ

مفید تمہید

شمس العلماء صدر المفسرین سرکار علامہ حائری مجتہد العصر والزمان دام ظلہٗ

نے

امام باڑہ خواجگان لاہور میں بروز عید غدیر مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ زیب منبر ہوتے ہی پہلے حجازی لب و لہجہ میں فصیح و بلیغ ایک عربی خطبہ مشتمل بر توحید خدا و نعت مصطفےٰ اور فضائل آئمہ ہدیٰ علیہم السلام پڑھا۔ جس سے حاضرین بلا مبالغہ عالم وجد میں تھے۔ اس کے بعد مختلف المذاہب مجمع عظیم کو مخاطب فرماتے ہوئے حسب ذیل ارشاد کیا:

حضرات۔ میں اس وقت اس جلسہ غدیر میں اسی نقشہ کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جس کو کہ آج ہی کے روز بمقام غدیر خم سید الرسل و ہادی السبل پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خلافت۔ امامت اور وصایت کی تبلیغ اور تشہیر کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا مگر اس مسرت بخش و بہجت افزا واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر آپ کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

امید ہے کہ آپ نظر عمیق سے اس میں غور فرما کر کسی مفید نتیجہ تک آسانی کے ساتھ پہنچ سکیں گے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم صلعم تک جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان کے نائب۔ ان کے خلیفے ان کے وصی آیا **اجماع** سے مقرر ہوئے ہیں یا **نص** سے سنیوں کے عقیدہ کے مطابق اگر اجماع سے مقرر ہوئے ہیں تو پھر خلفاءِ ثلثہ کی خلافت اجماعیہ برحق۔ اور شیعوں کا عقیدہ خلافت بالنص باطل ہوگا اور اگر کسی پیغمبر کا خلیفہ اجماع سے مقرر نہیں ہوا ہے بلکہ کل انبیاء کے خلیفے صرف نص کے ذریعہ سے ہی مقرر ہوئے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کا خلیفہ تمام نبیوں کی سنت اور طریقہ مجریہ کے خلاف کیوں صحیح مان لیا جائے۔ اس بنا پر لازماً شیعوں کا عقیدہ برحق اور اجماعی خلافت باطل قرار پائے گی۔ اسی غرض سے خلفاء انبیاء سلف کا تقرر کتب معتبرہ اہلسنت سے پہلے میں پیش کرتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں۔

آدم علیہ السلام کے خلیفہ کا تقرر

دوستو حضرت آدم صفی اللہ نے جناب شیث ہبۃ اللہ اپنے فرزند کو اپنا خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے جیسا کہ کتاب روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول صـ۱۲ میں ہے کہ "وشیث را کہ اعقل واجمل فرزندان بود وصی و ولیعہد خویش ساختہ برایشان والی گردانید"

تاریخ کامل مطبوعہ مطبع ذات التحریر مصر۔ جلد اول صـ۱۷ میں علامہ ابن اثیر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ "**وھو وصی آدم**"

کہ وہی شیث آدمؑ کا وصی مقرر ہوا۔ تاریخ ابن الوردی مطبوعہ مطبع دہبیہ مصر کے صفحہ ۹ کو بھی ملاحظہ فرمالیں اس میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے

شیث کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ اس طرح حضرت شیث نے بھی اپنے فرزند حضرت انوش کو اپنا خلیفہ وصی اور ولیعہد خود ہی مقرر فرمایا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۹ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے ان شیثاً لما مرض اوصی الی ابنہ انوش ومات انتہٰی بلفظہ۔ یعنی جس وقت شیث بیمار ہوئے تو وصی کیا اپنے بیٹے انوش کو اور انتقال فرمایا۔ اسی طرح روضۃ الصفا مطبوعہ نول کشور جلد اول ص۱۵ میں مرقوم ہے۔ وچوں شیث راہنگام رحلت نزدیک آمد انوش را وصی گردانیدہ زمام حل وعقد امور بنی آدم را در قبضہ کفایت او نہاد۔ انتہٰی بلفظہ

حضرت انوش کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ حضرت انوش نے بھی سنت سلف کے مطابق اپنے بیٹے قینان کو خود ہی اپنا وصی مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۰ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ والیہ الوصیۃ یعنی انوش نے قینان اپنے بیٹے کی خلافت اور وصایت کی طرف وصیت کی روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۱۵ میں مرقوم ہے کہ قینان بن انوش بنابر وصیت پدر ریاست بنی آدم تعلق بدو گرفت انتہٰی بلفظہ۔

حضرت قینان کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ اب قینان کے وصی کا تقرر بھی سن لو۔ آپ نے بھی اپنے فرزند حضرت مہلائیل کو خود خلیفہ اور وصی مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صنہ۲ میں مرقوم ہے۔ ولد قینان مہلائیل ونفرا کثیر امعہ والیہ الوصیۃ یعنی قینان کے بیٹے مہلائیل تھے اور ان کے ساتھ اور بہت سی اولاد تھی اور وصیت انہیں مہلائیل کی طرف تھی روضۃ الصفا مطبوعہ نول کشور جلد اول صف۱۵ میں ہے۔ مہلائیل بن قینان بموجب فرمان پدر حکومت عالمیان بدو قرار گرفت۔ انتہی بلفظہ

حضرت مہلائیل کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ جناب مہلائیل نے بھی اپنے بیٹے یرد کو اپنا وصی مقرر کیا چنانچہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صنہ۲ ابن اثیر نے لکھا ہے ولد مہلائیل یرد وھو الیارد ونفرا معہ والیہ الوصیۃ یعنی مہلائیل کے بیٹے یرد تھے اور ان کو یارد بھی کہتے تھے اور بھی بیٹے تھے مگر وصیت انہیں یرد کی طرف تھی۔

حضرت یرد کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ اسی طرح جناب یرد نے حضرت ادریس کو اپنا خلیفہ

اور وصی خود مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ
میں مرقوم ہے فولد یرد حنوخ وھو ادریس النبی
ونفر امعہ والیہ الوصیۃ انتہی بلفظہ یعنی یرد کے فرزند
حنوخ تھے اور انہیں کا نام ادریس پیغمبر تھا اور بیٹے بھی تھے۔ مگر
وصیت ادریس ہی کی طرف تھی۔

حضرت ادریس کے وصی کا تقرر

فرمایا سنتے ہو جناب ادریس نے بھی اپنے فرزند متوشلخ کو خود ہی
اپنا خلیفہ اور وصی مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل نے اسی صفحہ میں
لکھا ہے وولد حنوخ متوشلخ ونفر امعہ الیہ الوصیۃ
انتہی بلفظہ یعنی حنوخ جو ادریس کے نام سے مشہور ہے کے بیٹے
متوشلخ تھے۔ اور بھی بیٹے تھے مگر انہیں متوشلخ کی طرف وصیت
تھی اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ہے فعاش بعد ما ولد
متوشلخ ثلاثمائۃ سنۃ ثم رفع واستخلف حنوخ
علی امر ولدہ وامر اللہ یعنی پس دنیا میں رہے ادریس
بعد پیدائش متوشلخ کے تین سو برس بعد اس کے اٹھا لئے گئے
آسمان پر اور خلیفہ کیا انہیں متوشلخ کو حنوخ یعنی ادریس نے اپنی
اولاد کے امور میں اور خدا کے امور میں۔

حضرت متوشلخ کے وصی کا تقرر

فرمایا سنتے ہو جناب متوشلخ نے بھی اپنے فرزند لمک کو خود اپنا

وصی اور خلیفہ مقرر کیا جیسا کہ تاریخ کامل کے صفحہ مذکورہ میں مرقوم ہے فکان کل ما عاش متوشلخ تسعمائۃ سنۃ وسبعاً وعشرین سنۃ ثم مات واوصی الی ابنہ لمک فکان لمک یعظ قومہ انتہی بلفظہ یعنی جناب متوشلخ کی عمر نو سو ستائیس برس کی ہوئی بعد اس کے انتقال کیا اور اپنے بیٹے لمک کو وصی کیا۔ پس لمک اپنی قوم کو وعظ کرتے تھے (واضح ہو کہ یہ لمک حضرت نوح علیہ السلام کے والد ہیں اور انکو لامک اور لامخ بھی کہتے ہیں)

حضرت نوحؑ کے وصی کا تقرّر

فرمایا۔ جناب نوح علیہ السلام نے حضرت سام اپنے بڑے بیٹے کو خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے چنانچہ تاریخ کامل مذکورہ صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے لما حضرت نوحاً الوفاۃ قیل لہ کیف رایت الدنیا قال کبیت لہ بابان دخلت من احدھما وخرجت من الاخر واوصی الی ابنہ سام وکان اکبر ولدہ انتہی بلفظہ یعنی جس وقت حضرت نوحؑ وفات پانے لگے تو کسی نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا فرمایا ایک ایسے گھر کی مانند پایا جس کے دو دروازے ہوں داخل ہوا میں ایک دروازے سے اور نکل گیا دوسرے دروازے سے اور وصی کیا آپ نے اپنے فرزند حضرت سامؑ کو جو سب سے بڑے فرزند تھے۔ روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول صہ ۲۲ میں ہے کہ سام بن نوح از کبار انبیاء مرسل است و حضرت نوحؑ

چوں اورا از دیگر فرزندان بوفور خردمندی وکمال ارجمندی وکثرت دانش و فراست تمام وصلاحیت نفس ونجابت ذاتِ مشتملتے وممتاز یافت مرتبہ ولیعہدی وخلافت بدو تقویض فرمود واسرار غوامض رسالت بادے درمیان نہاد و سائر اولاد بمتابعت او وصیت کرد انتہیٰ

حضرت ابراہیمؑ کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا دوستو یاد رکھنا کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے اسحاقؑ کو خود ولیعہد اور خلیفہ کیا۔ جیسا کہ روضۃ الصفا مطبوعہ نو لکشور جلد اول صہ ۴۲ میں یوں مرقوم ہے چوں باریتعالیٰ نعمتہائے دینی و دنیوی برابراہیم تمام کرد جزائل انعام وافضال درباره او بہ تکمیل رسانید قابض ارواح رابخدمتش فرستاد وگفت اگر اجابت فرماید روح پاک اورا قبض کن والا بمقام خود باز گرد ملک الموت بمقتضائے فرمان بہ مجلس او حاضر گشت وصورت واقعہ معروض داشت۔ ابراہیم مہلتے درمیان نہاد ومیعادے تعین فرمود وبکفایت بعضے مہمات دینی و دنیوی کہ سرانجام آں درنظر بصیرت از ضروریات بود مشغول شد اسحاق را در دیار شام ولیعہد وخلیفہ گردانید۔

فرمایا۔ شام میں ولیعہد اس کو مقرر کرنے کی اس لئے تخصیص ہوئی کہ عرب میں جناب اسمٰعیل فرزند اکبر کو خلیفہ اور ولیعہد قرار دے چکے تھے

حضرت اسمٰعیلؑ کے وصی کا تقرر

ارشاد کیا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے فرزند قیدار کو خود

اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور صفحہ ۴۴ میں مرقوم ہے۔ چوں اسمٰعیلؑ در آخر ایام حیات خویش آثار شیب و ضعف مشاہدہ فرمود قیدار را وصی و ولیعہد خویش گردانید انتہیٰ بلفظہ

حضرت اسحٰقؑ کے وصی کا تقرّر

فرمایا۔ حضرت اسحٰقؑ نے حضرت یعقوبؑ کو خود اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ اس ولی عہد کے تقرر کے متعلق سلیوں نے عجیب و غریب قصہ اپنی تواریخ میں درج کیا ہے ضیق وقت کے خیال سے میں سفارش کرتا ہوں کہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۴۵ کو آپ ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضرت یعقوبؑ کے وصی کا تقرّر

فرمایا کہ اسی طرح جناب یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے یوسفؑ کو خود ہی اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے۔ چنانچہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ صفحہ ۶۸ میں مرقوم ہے۔ چوں اسرائیل دانست کہ از دست عزرائیل پائے فرار و مجال قرار متصور نیست فرزندان خود را خواندہ شرائط وصیت بجا آورد و یوسفؑ را وصی و ولی عہد خود گردانید۔ انتہیٰ بلفظہ۔

حضرت ایوبؑ کے وصی کا تقرّر

ارشاد کیا جناب ایوب علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حومل کو

اپنا وصی اور ولیعہد کیا جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول کے ص۲۴ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے۔ ان عمر ایوب کان ثلاثۃ وتسعین سنۃ وانہ اوصی عند موتہ الی ابنہ حومل انتہیٰ بلفظہ یعنی حضرت ایوبؑ کی عمر ترانوے برس کو پہنچی اور اپنی وفات کے وقت اپنے فرزند حومل کو اپنا وصی اور ولی عہد کیا۔ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۳۷ میں ہے "در آخر ایام حیات و قریب وفات حومل راکہ ارشد اولاد او بود وصی و ولی عہد خویش گردانید۔ انتہیٰ بلفظہ۔

حضرت موسیٰ کلیم کے وصی کا تقرر

فرمایا: دوستو سنتے ہو؟ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ کو خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۸۷ میں مرقوم ہے۔ وچوں صباح روز ہشتم کہ غرہ نیساں بود طالع شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت وخلافت خود را بہ و تفویض فرمود آں شغل را بحسب وصایت در نسل او بطناً بعد بطن مقرر گردانیدہ انتہیٰ بلفظہ۔ چونکہ جناب ہارونؑ کا انتقال موسیٰؑ کے سامنے ہو گیا تھا۔ لہذا موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ بن نون کو قریب وفات اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کیا۔ جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور جلد کے ص۹۳ میں مرقوم ہے کہ در روز ہفتم ادر قوم را احضار کردہ مجلسے عظیم ساخت و یوشعؑ را خلیفہ و وصی گردانید انتہیٰ بلفظہ (ادر مہینے کا نام ہے اور مہینے کی ساتویں تاریخ کو موسیٰؑ نے یوشعؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا)

حضرت کالبؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا حضرت کالبؑ بن یوقنا نے اپنے فرزند یوساموس کو خود اپنا خلیفہ اور ولی عہد کیا جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور کے ص۹۷ میں تو ہے "وچوں امارت ارتحال مشاہدہ فرمود یوساموس پسر خود را خلافت دادہ ودیعت حیات بمقتضائے اجل سپردہ گوہر زندگانی تسلیم قابض ارواح نمود"۔ انتہیٰ بلفظہ۔

حضرت الیاسؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا جناب الیاسؑ نے بھی الیسع کو اپنا وصی خلیفہ اور ولیعہد خود مقرر کیا۔ جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور کے ص۱۰۱ میں ہے والیاس پلٹے در رکاب آوردہ الیسعؑ را بخلافت خود وصیت کرد انتہےٰ بلفظہ

حضرت الیسعؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا کہ جناب الیسع نے ذوالکفل کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا جیسا کہ روضۃ الصفا کے ص۱۰۱ میں ہے "ذوالکفل را طلب فرمودہ خلافت داد و روح نازنین بحضرت رب العالمین فرستاد۔ انتہےٰ بلفظہ

حضرت داؤدؑ کے وصی کا تقرر

فرمایا دوستو! جناب داؤد علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا آیت وورث سلیمان داؤد اس پر گواہ ہے:

حضرت عیسیٰؑ کے وصی کا تقرّر

فرمایا سنتے ہو جناب عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو خود اپنا خلیفہ اور ولی عہد کیا جیسا کہ روضۃ الصفا کے ص۱۳۶ میں ہے " از جملہ وصایائے عیسےٰ یکے آں بود کہ خدائے تعالےٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعون را بر شما خلیفہ گردانم و حواریان خلافت وے قبول کردند انتہےٰ بلفظہٖ

پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السّلام کے وصی کا تقرّر

فرمایا حضرات سن لیا آپ نے کہ بنا بر اقرار و اعتراف جمہور ائمہ اہلسنت کے جب سب انبیاء علیہم السلام اپنا خلیفہ، وصی اور ولیعہد بحکم خدا مقرر کرتے چلے آئے ہیں۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ پیغمبر اسلام کے وصی کا تقرر سنت اللہ اور سنت انبیاء کے مخالف امت غیر معصومہ کے سپرد کر دیا جاتا کہ وہ کسی موافق یا منافق اپنے مفید مطلب جس کو بھی چاہیں خلیفہ مقرر کر ڈالیں لہذا اسی سنت اللہ کے مطابق جو بہ نص ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا متغیر نہیں ہو سکتی پیغمبر اسلام بھی انبیاء سلف کی مانند اپنا خلیفہ، وصی اور ولی عہد خود مقرر کرنے کے لئے زمانہ وفات کے قریب خدا کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اسی مطلب کو کسی شاعر نے اس شعر میں ادا کیا ہے ؎

ھل ترے نات نبیؐ وھجر | قبل تعین وصی و وزیر

یعنی وصی اور وزیر کے مقرر کرنے سے پہلے کیا تم نے دیکھا ہے کسی نبی کو کہ وہ فوت ہو گیا ہو یا ہجرت کر گیا ہو (کبھی نہیں)

فرمایا۔ عزیز دوستو! بس سمجھ لو کہ آج اس وقت میں اسی غرض سے آپ کے درمیان موجود ہوں تاکہ اس نقشے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے پیش کردوں کہ پیغمبر اسلام نے اپنے بھائی امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ غالب علی ابن ابیطالبؑ کو مذکورہ سنت اللہ کے مطابق کس جگہ کس تاریخ اور کس طرح اپنا خلیفہ، وصی اور جانشین مقرر کیا ہے، اور تقرر کے لئے کیا کچھ اہتمام اور انتظام کئے گئے۔ اور اس کا کیا انجام ہوا؟

ارشاد فرمایا۔ حضرات! خوب یاد رکھو کہ سنی و شیعہ میں سب سے زیادہ مابہا النزاع معرکتہ الاراء مسئلہ خلافت اور امامت کا ہے۔ جس قدر اس مسئلہ میں طبع آزمائیاں ہوئی ہیں وہ حد احصاء سے خارج ہیں۔ ہزاروں مرتبہ مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر تصنیف ہوئیں جس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ہندوستان میں شیعوں کی تعداد دو کروڑ سے زیادہ تک پہنچ چکی ہے جس سے حساد کا طبقہ شیعوں کی اس غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر کباب کی طرح کروٹیں بدل کر لال پیلے ہو رہے ہیں لیکن قدرت ان کا ساتھ دے رہی ہے اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دنیا دیکھ رہی ہے۔

فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حقیقت نبوت و رسالت ہی کو نہیں پہچانا وہ حقیقت امامت اور حقیقت خلافت کو کیا پہچانتے

یہی وجہ ہے کہ جب چاہا منصب امامت و خلافت سے اس کو معزول[1] کر دیا چلو چھٹی ہوئی۔ ما بخیر و شما بسلامت۔

مگر فرقہ شیعہ جو امامت اور خلافت کو بھی نبوت اور رسالت کی طرح منصوص من اللہ جانتے ہیں وہ خدا ہی کے مقرر کئے ہوئے نبیؐ اور امام کو پیغمبر اور برحق خلیفہ جانتے ہیں۔ لہذا نصب و عزل کا ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔

فرمایا نص خلافت کے متعلق قرآن ناطق ہے۔ قولہ تعالے فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب پ۳۰ ع ۱۹ سورۃ الانشراح یعنی اے محمد صلعم جب کہ تم تمام احکام دین کی تبلیغ سے فارغ ہو گئے تو پھر مقرر اور نصب کر دو۔ اس کے بعد اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دین حق کی سب باتوں سے فراغت پانے کے بعد کسی کو اپنا نائب مقرر کرنے کے لئے پیغمبر اسلام کو خدا سے حکم ہوا ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ حکم ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ و آلہ وسلم اس کی تبلیغ نہ کرے۔ ضرور

---

[1] ابھی عرصہ نہیں گذرا کہ سلطان ٹرکی عبد الحمید خاں کو خلیفہ خدا بنایا گیا تھا اور آپ بہت جلد (بیک بینی و دو گوش) خلافت خود ساختہ سے معزول کئے گئے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ کے خود ساختہ خلیفہ بھی معزول ہو گئے اور اب عبد المجید خاں خدا کا خلیفہ بنائے گئے ہیں۔ دیکھا جائے اب یہ بیچارے کب تک خلافت کی خیر مناتے ہیں۔ ہم بھی سنی بھائیوں کو اس خلافت جدیدہ کی ضرور تہنیت پیش کرتے مگر کیا کہیں نصب و عزل خلافت سے ایک گونہ اطمینان جاتا رہا ہے اس لئے ہم اپنی تہنیت کو ابھی محفوظ رکھتے ہیں ۱۲۔

تبلیغ کی اور علی ابن ابی طالبؑ کو اپنے بعد کے لئے اپنی جگہ نصب کر دیا۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ فاذا فرغت فانصب علمك واعلن وصيك فاعلمهم فضله علانية فقال صلعم من كنت مولاه فعلی مولاه۔ یعنے اے محمدؐ جب کہ تم تمام کاموں سے فارغ ہو چکے تو اپنا علم نائب مقرر کر دو اور اپنے وصی اور جانشین کا اعلان کر دو۔ پس علانیہ طور پر اس کی فضیلت سے لوگوں کو واقف کر دو۔ اہلبیت کے طریقہ پر تفسیر قمی اور مجمع البحرین میں اس کے متعلق حدیثیں مذکور ہیں۔

فرمایا بہر حال یہ حکم تو ایک اجمال کی صورت میں پہلے وارد ہو چکا تھا جس میں پوری توضیح نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بعد جب پیغمبر کا خدا کی طرف رغبت اور وصال کا وقت بہت قریب پہنچ گیا تو نصب خلیفہ کے متعلق وضاحت کے ساتھ بطور نص اور دوسرا حکم نازل ہوا یا ایها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس پ ۶ ع ۱۴ یعنی اے رسولؐ پہنچا دے جو کچھ کہ تیری طرف نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے۔ پس اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا (تو سمجھا جائیگا) کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام (بھی) نہیں پہنچایا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

فرمایا کچھ اس میں غور کیا آپ نے۔ وہ ایسا کون سا حکم تھا جس کے نہ کرنے پر اس قدر شدید عتاب نازل ہوا۔ سیاق اور سباق

آیت سے ثابت ہے کہ اس حکم سے پہلے پیغمبر صلعم تبلیغ رسالت کر رہے ہیں جس پر فما بلغت رسالتہ شاہد ہے۔ اگر پہلے تبلیغ رسالت نہ کی ہوتی تو پھر یہ ارشاد نہ ہوتا کہ اس حکم کے نہ پہنچانے کی وجہ پہلی رسالت مجرانہ دی جائے گی۔ مزید براں یہ آیت سورہ مدینہ کی ہے اگر اس سے پہلا حکم مراد ہوتا تو پھر یہ آیت مکی ہونی چاہئے تھی نہ مدنی بہرحال قابل غور بات اب یہ ہے کہ توحید تو پہلے مبعوث ہوتے ہی پیغمبر نے تبلیغ کر دی تھی۔ احکام نبوت و معاد اور صوم صلوٰۃ۔ حج اور زکوٰۃ۔ حلال وحرام ثواب و عذاب بھی کچھ حضرت توحید کے بعد تبلیغ کر چکے تھے۔ اب آخر عمر میں ایسا کون سا اہم امر باقی رہ گیا تھا کہ اس ایک امر کی تبلیغ نہ ہونے پر ساری رسالت بے کار ہوئی جاتی ہے اس امر کی اہمیت جس قدر کہ اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ ناظر مبصر سے مخفی نہیں کہ اس کے سوا کسی اور حکم تبلیغی کے متعلق ایسا سخت عتاب وارد نہیں ہوا ہے۔

فرمایا کہ فریقین کی تفاسیر معتمدہ سے یہ ثابت ہے کہ آیت مذکورہ میں ولایت و امامت اور خلافت و صایت علی بن ابی طالبؑ کی تبلیغ مراد ہے۔

درِّ منثور۔ جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی لکھتا ہے۔ اسی آیت کے ذیل میں واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللّٰہ

صلعم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالبؑ یعنی ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ پیغمبر اسلامؐ پر غدیر خم کے روز علی ابن ابیطالبؑ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ایضاً ۲۹۸ سطر ۱ میں ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللّٰہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللّٰہ یعصمک من الناس یعنی ابن مردویہ نے ابن مسعود سے اخراج کیا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے عہد اور زمانہ میں ہم اس آیت کی یوں قرأت کیا کرتے تھے کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فان لم تفعل الخ یعنی اے پیغمبر صلعم پہنچا دے جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے کہ بہ تحقیق علیؑ مولے یعنی متولی امور ہے سب مومنین کا۔ پس یہ حکم اگر تم نے نہ پہنچایا تو پھر جس قدر تم نے اس وقت تک تبلیغ کی ہے۔ کچھ بھی مجرانہ دی جائے گی اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والحافظ ابن کثیر وابو نعیم فی الحلیۃ وابن مردویہ وعینی فی شرح البخاری تفسیر فتح البیان جلد سوم مطبوعہ مطبع بولاق مصر کے صفحہ ۸۹ میں نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی یہ دونوں مذکورہ روایتیں پہلی ابوسعید خدری سے اور دوسری ابن مسعود سے بعینہ نقل کی ہیں

تکرار سے فائدہ نہیں ۔ مگر میں سفارش کروں گا کہ محققین ضرور اصل کتاب میں ملاحظہ کرلیں۔

فرمایا کہ اب اس حدیث سے یہ صاف ثابت ہوا کہ یہ آیت خاص ولایت و خلافت علیؑ میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہ اس آیت میں ان علیاً مولے المومنین کا جملہ بنا بر روایت ابن مسعود و اعتراف امام سیوطی کے عہد رسالت میں قرآیت بھی کیا جاتا تھا کاش امام سیوطی آج زندہ ہوتے تو میں ان سے پوچھ لیتا کہ "میاں جی" بتاؤ اب تحریف قرآن کے کون قائل ہیں۔ جب عہد رسول میں یہ" جملہ آیت میں موجود تھا تو کیا حضرت عثمان نے بوقت جمع کرنے کے تحریف کر دیا ہے اگر نہیں تو پھر سنیوں کے پاس امام سیوطی کی اس منقولہ روایت ابن مسعودؓ کا کیا جواب ہے اور اگر اس آیت میں یہ جملہ نہیں تھا تو پھر ابن مسعود نے کیوں خلاف واقع ایسا فرمایا ۔ اور ابن مردویہ نے کیوں ان سے ایسی روایت اخراج کی اور سنیوں کے امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں اس کو کیوں نقل کیا ہے افسوس کہ عثمان کے تحریف قرآن کرنے کے سنی خود قائل ہیں اور الزام الٹا شیعوں کو دیتے ہیں۔

تفسیر کبیر ۔ جلد سوم ۔ مطبوعہ مصر ص ۶۳۶ سطر ۳ ۔ اسی آیت بلغ ما انزل الیک الخ کی تفسیر میں امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے ۔ نزلت الایۃ فی فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولما نزلت ھذہ الایۃ اخذ بیدہ و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ

وعادمن عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی ۔

یعنی ابن عباس اور براء بن عازب اور محمد بن علی سے منقول ہے کہ یہ آیت خاص جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا ہے جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ بھی مولا ہے۔ خدایا دوست رکھ تو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ پس اس کے بعد حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ اے علیؑ آپکو مبارک ہو کہ آپ نے صبح کی جب کہ مجھ پر اور ہر مومن مرد و مومنہ عورت پر آپ مولے صاحب اختیار ہو چکے تھے۔

فرمایا دوستو! سُن لیا آپ نے امام رازی بھی اعتراف کرتے ہیں کہ بروایت ابن عباس و براء ابن عازب و محمد بن علی یہ آیت خاص علیؑ کے حق میں اتری ہے پس علیؑ کی ولایت کا قرآن اور حدیث میں منصوص ہونا سنی اور شیعہ دونوں فریق کے اتفاق و اعتراف سے ثابت ہے۔ اس سے اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ خلافت بہ نص قرآن ہی صرف خلافت راشدہ ہو سکتی ہے اور باقی سب فاسدہ خلافتیں ہیں۔ فرمایا ورنہ اہلسنت اپنے خلفائے ثلاثہ کی خلافت و ولایت اگر شیعوں کی کتابوں سے نہیں تو کیا اپنی ہی کتابوں میں قرآن اور حدیث سے منصوص دکھا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر لوگوں کا مولیٰ ثلاثہ کو کسی طرح

قرار دینا جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ان کی خلافت اجماعیہ یقیناً خلاف قرآن ہے۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآنی خلافت کو چھوڑ کر اجماعی اور مصنوعی خلافتوں کا ایک غیر منقطع تسلسل قائم کر دیا اور اس میں بھی خود ساختہ خلیفوں کو بار بار کے نصب و عزل کرنے سے خلافت کی وہ گت بنائی کہ مجبی ڈاکٹر سر اقبال کو مجبوراً خلافت اجماعی کے متعلق یہ شعر موزون کرنا پڑا ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت

فللہ درہ و علیہ اجرہ

فرمایا اس حدیث سے تو یہاں تک بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جناب علیؑ علیہ السلام کو نہ صرف مومنوں کا ہی مولےٰ مانا ہے۔ بلکہ اپنے نفس پر بھی ان کو مولےٰ تسلیم کر لیا ہے۔ پھر تم خود ہی بتاؤ کہ علیؑ باوجود مولائے عمر ہونے کے کیونکر ان کا تابع بن سکتا ہے اور ان کو آقا تسلیم کر لینے کے بعد کیونکر اس کا خادم قرار دیا جا سکتا ہے۔

تفسیر غرائب القرآن جلد دوم ص۳۳ سطر ۹ میں نظام نیشاپوری اسی آیت کے ذیل میں رقمطراز ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان ھذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلعم بیدہ وقال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر وقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن

وموسنۃ وہی ترجمہ ہے جو کبیر رازی کی عبارت کا میں تم کو سنا چکا ہوں فرمایا کہ اس عبارت میں بھی حضرت عمر کا تہنیت دینا علی کو مذکور ہے کہ مبارک ہو تجھے اے علیؑ کہ تو میرا مولیٰ اور تمام مومنین ومومنات کا مولیٰ بحکم خدا ورسول قرار پا چکا ہے۔ حضرت عمر کا مبارکبادی دینے سے اس تبلیغ ولایت علیؑ کی اہمیت ثابت ہے کہ اگر غدیر میں ولایت علیؑ کوئی معمولی درجہ ہوتا تو پھر حضرت عمر کیوں اس پر علیؑ کو تہنیت ادا کرتے اور خدا کیوں اس اہتمام سے اس کے تبلیغ پہ پیغمبر اسلام کو تاکید فرماتا یہ دلیل ہے کہ اس تبلیغ میں مولا سے اولے بتصرف مراد ہے۔ صرف ناصر مددگار۔ محب قرار پانے پر حضرت عمر کا مبارکباد دینا کوئی معقول پسند ہرگز نہیں پسند کر سکتا فافہم وتدبر

ینابیع المودۃ۔ مطبوعہ قسطنطنیہ صنہ۱۲ سطر ا میں علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی رقمطراز ہیں۔ تفسیر آیت مذکورہ میں اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن عباس وعن محمد الباقر رضی اللہ عنہما قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی یعنی ابو اسحاق ثعلبی نے ابوصالح ابن عباس اور محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ الخ خاص علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

فرائد السمطین میں علامہ حموینی نے ابوہریرہ کی روایت سے اس کے مثل نقل کیا ہے۔ فصول المہمہ میں مالکی نے ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ولایت علیؑ میں نازل ہوئی ہے شیخ محی الدین نووی بھی رقمطراز ہے کہ آیت بلغ الخ خاص جناب امیرؑ

کی ولایت میں نازل ہوئی ہے۔ اور غدیر خم میں پیغمبر صلعم نے علیؑ کی ولایت کی تبلیغ کی۔

اسباب النزول میں امام ابوالحسن واحدی نے اور کفایت الطالب میں حافظ ابو عبداللہ نے محمد بن یوسف گنجی نے اور کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں حافظ ابونعیم ابوسعید خدری کی روایت سے نقل کرتے ہیں نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی یعنی یہ آیت غدیر خم کے روز علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

امام ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ الخ یوم غدیر خم فی علی ابن ابی طالب۔ یعنی یہ آیت خاص امیرالمومنین علی علیہ السلام کی ولایت کے متعلق غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے

فرمایا۔ عزیزو! کہاں تک اپنے علماء اور آئمہ محدثین کی تکذیب کرتے جاؤ گے اور اپنے رواۃ کو جھٹلاؤ گے۔ ورنہ اس طرح تو تمہارے کسی راوی۔ امام۔ محدث اور مفسر پر اعتماد ہی باقی نہ رہے گا۔

ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مسئلہ کتب سیر۔ حدیث تفاسیر اور تواریخ میں بہ تفصیل سے مرقوم ہے۔ کس کس کتاب سے آپ انکار کرتے جائیں گے۔ پھر آپ کے پاس باقی کیا رہ جائے گا۔ سنئے آپ کے محدثین میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ جنہوں نے اعتراف کیا۔ کہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ الخ خاص ولایت علیؑ میں نازل ہوئی ہے (۱) ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن محمد (۲)

احمد بن عبد الرحمن شیرازی (۳) احمد بن موسیٰ بن مردویہ (۴) احمد بن محمد ثعلبی (۵) ابو نعیم احمد بن عبداللہ (۶) علی ابن احمد واحدی (۷) مسعود بن ناصر سجستانی (۸) عبیداللہ بن عبداللہ حسکانی (۹) ابن عساکر علی ابن الحسن (۱۰) محمد بن عمر رازی (۱۱) محمد بن طلحہ نصیبی (۱۲) عبد الرزاق بن رزق اللہ الرسغی (۱۳) حسن بن محمد نیشاپوری (۱۴) علی بن شہاب الدین ہمدانی (۱۵) علی بن محمد المعروف با بن الصباغ (۱۶) محمود بن احمد عینی (۱۷) عبد الرحمن بن ابوبکر سیوطی۔ (۱۸) محمد بن محبوب عالم بن صفی الدین جعفر (۱۹) حاجی عبدالوہاب بن محمد (۲۰) جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی (۲۱) شہاب الدین احمد (۲۲) مرزا محمد معتمد خاں وغیرہ وغیرہ جنہوں نے نہ صرف اس آیت کا نزول ہی ولایت علیؑ میں بیان کردیا ہے۔ بلکہ پیغمبرؐ کا تبلیغ ولایت کرنے کی کیفیت بھی کم زیادہ لکھ دی ہے۔ وقت میں گنجائش نہ ہونے کے سبب سے مذکورہ چند حوالوں پر میں اکتفا کرتا ہوں ل

فرمایا غور سے سنو! اب میں تبلیغ ولایت علیؑ کا آپ کو تاریخی حال سناتا ہوں۔ سنت جماعت کے آئمہ محدثین نے اس کو یوں قلمبند کیا ہے کہ جب پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے ہیں۔ تو اثناء راہ میں مقام جحفہ پر جو غدیر خم سے تین میل کے فاصلہ پر تقریباً واقعہ ہے جبرئیل امینؑ مذکورہ آیت یا ایہا الرسول بلغ الخ لیکر نازل ہوا کہ اے رسول خدا ئے علی علام بعد تحفہ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ پہنچا دو جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے کہ علیؑ مولیٰ ہے سب مومنوں کا پس

اگر یہ حکم تم نے نہ پہنچایا تو جس قدر اس وقت تک تم نے تبلیغ رسالت کی ہے وہ منظور نہیں کیجائیگی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اے جبرئیل مجھے تبلیغ رسالت میں تو کوئی عذر نہیں مگر میں خیال کرتا ہوں انهم لم یصدقو قولی بل یکذبونی فی علی کہ اے جبرئیلؑ یہ لوگ علیؑ کے بارے میں میری تصدیق نہیں کرینگے بلکہ تکذیب کرینگے اسوقت جبرئیلؑ دوبارہ نازل ہوا اور کہا کہ کچھ پرواہ نہ کر واللہ یعصمك من الناس اللہ تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا فرمایا۔ غور کرو سینکڑوں احکام رسولخداؐ نے پہنچائے۔ کسی امر کے لئے صیانت سے محفوظ کا وعدہ سوا اس ایک مقام کے قرآن میں وارد نہیں ہوا۔ اسمیں بالصراحت دلالت ہے کہ ولایت علی علیہ السلام کی تبلیغ میں پیغمبر اسلام کو ضرر کسی قسم کا خدشہ تھا تب تو وعدہ صیانت و حفاظت واللہ یعصمك من الناس پیغمبر کو دیا گیا فرمایا۔ اگر اس تبلیغ ولایت میں لفظ مولیٰ سے معمولی دوست اور ناصر کے معنی مراد ہوتے تو اس اہتمام۔ عتاب اور وعدہ صیانت کی پھر اسمیں کیا ضرورت تھی یہ سب باتیں اسی لئے ظہور پذیر ہوئیں کہ ولایت علیؑ کی تبلیغ بمعنی ولیعہدی تھی جس سے اکثر منافقوں کی امیدوں اور تمناؤں پر پانی پھر جاتا تھا۔ اسلئے پیغمبر علیہ السلام کو یہ کہنا پڑا انهم لم یصدقو قولی بل یکذبونی فی علی کہ یہ لوگ تبلیغ ولیعہدی علیؑ میں میری تصدیق نہ کرینگے (بلکہ تکذیب کرینگے) اس پر خدا تعالیٰ کو واللہ یعصمك من الناس کے ذریعے اپنے محبوب صلعم کو صیانت عن الناس کا وعدہ دینا پڑا۔ ورنہ آپ ہی بتائیں کہ کہیں تبلیغ توحید میں معاد میں۔ صوم و صلوٰۃ میں۔ حج اور زکوٰۃ میں بھی خدا نے ایسا وعدہ اپنے پیغمبر سے کیا ہو (ہرگز نہیں)

فرمایا اس قدر رخول ائمہ محدثین و مفسرین کے اعتراف کر لینے

کے بعد صرف اس قدر کہہ کر ٹال دینا کہ آیت میں تبلیغ سے توحید مراد ہے
قائل کا اپنا عندیہ ہے جو ہمارے مذکورہ دلائل مسلمہ فریقین کے بعد
میرے اس تقریر کا جواب نہیں ہو سکتا جب تک ہماری طرف سے
ان پیش کردہ محدثین و مفسرین کی تکذیب کا وہ اعلان شائع نہ کر دیا
ودونہ خرط القتاد۔

فرمایا۔ غور کرو پھر اصل مطلب کی طرف آرہا ہوں کہ بعض مؤرخین
اور محدثین نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ ہجرت سے دسویں سال ماہ ذیحجہ
کی اٹھارہویں تاریخ کو یہ مبارک ولایت محمدیہ تبلیغ کر دیا گیا۔ اژدہام
خلق کی یہ کیفیت تھی کہ بنا بر روایات اہل سیرہ و تواریخ کے ایک لاکھ
سے کچھ کم زیادہ مخلوق اس موقع پر موجود تھی۔

تذکرہ خواص الائمہ کے صفحہ ۱۸ سطر ۲۳ میں شیخ الامام العلامہ سبط الجوزی
رقمطراز ہیں۔ اتفق علما السیر علی ان قصۃ الغدیر
کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجۃ الوداع فی
الثامن عشر من ذی الحجۃ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ
وعشرین الفاً وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث
نص صلعم علی ذالک بصریح العبارۃ دون التلویح
والاشارۃ التی بلفظ۔ یعنے علماء سیر کا اتفاق ہے کہ غدیر کا واقعہ
اٹھارہ تاریخ ذیحجہ کو حجۃ الوداع سے پیغمبر صلعم کے مراجعت فرمانے
کے بعد مجمع صحابہ میں جو ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں جمع اور موجود
تھے۔ تبلیغ کیا گیا اور اس وقت پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں
مولی ہوں یہ علی بھی اس کا مولی ہے۔ آخر حدیث تک یہ نص کی ہے

پیغمبر صلعم نے ولایت اور خلافت علیؑ پر بغیر اشارہ وکنایہ کے صریح عبارت کے ساتھ۔

فرمایا! مورخین اور اہل سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایسی شدت و حدت ہوا کے وقت تبلیغ ولایت علی علیہ السلام کے متعلق یہ حکم نازل ہوا کہ کانت حرارۃ الھواء بحیث لو وضع اللحم علی الارض لشوی کہ اگر گوشت کا لحتہ اس گرم سرزمین پر اس وقت رکھ دیا جاتا تو کباب ہو جاتا۔ اس سے بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ محض دوست اور ناصر ہونے کا اعلان کرنے کی ایسے گرمی کے وقت میں کون سی ایسی اشد ضرورت تھی۔ یہ خاص اہتمام اتنے بڑے مجمع صحابہ میں حدت آفتاب کے وقت کرنا تبلیغ ولایت علیؑ میں یہ دلیل ہے کہ لفظ مولے سے اولی بتصرف ہونا مراد ہے کیونکہ اتنے بڑے مجمع صحابہ کا یہ آخری موقعہ تھا جس میں من اللہ والرسول اتمام حجت کی غرض سے ولیعہدی علیؑ کا اعلان کیا جانا فرض تھا تاکہ بعد میں کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ علیؑ کی ولایت عہد سے میں مطلع نہ تھا۔ چنانچہ وفات رسولؐ کے بعد کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی کہ علیؑ کو پیغمبر صلعم نے ولی عہد نہیں بنایا۔ البتہ یہ کہہ کر کہ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر اب چونکہ بیعت ہو چکی ہے علیؑ خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے نص خدا ورسولؐ کو پس پشت ڈال دیا اور عہد و پیمان کو جو پیغمبر صلعم کے سامنے کیا تھا توڑ ڈالا جس کے وہ جواب دہ قیامت کے روز ضرور ہوں گے۔ کیونکہ جبراً سازش کے ساتھ کسی چیز پر کسی کے قابض ہو جانے سے وہ چیز اس کے لئے

شرعاً مباح نہیں ہو سکتی۔

فرمایا! ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اسلام میں خلافت و نیابت رسولؐ کے لئے اگر نص کی ضرورت نہیں تھی تو پھر رسول اسلام نے ایسے اہتمام سے کیوں علیؑ کی ولایت عہد کو بطور نص کے اعلان کیا جس طرح خلفاء ثلثہ کے لئے کوئی نص خلافت میں وارد نہیں ہوئی تھی۔ علیؑ کے واسطے بھی خلیفتی۔ وصیّی۔ منجز وعدی۔ قاضی دینی یا من کنت مولاہ فعلی مولاہ وغیرہ وغیرہ کے الفاظ سے وہ نص نہ کرتے۔ مگر فریقین کی مرویات مسلمہ سے جب ان نصوص کا وارد ہونا خاص علیؑ کے حق میں ثابت ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر اسلام کے ان صریح الفاظ کی تو پرواہ نہ کی جائے اور اس کے مقابلہ میں چند عوام کے اجماع کو مسئلہ خلافت میں ترجیح دے کر حق دار کے حق کو پائمال کر دیا جائے اور مسانید فریقین میں خلافت علیؑ پر خدا و رسولؐ سے سینکڑوں نصوص قرآن اور حدیث میں موجود ہوتے ہوئے خلافت منصوبہ علیؑ سے منکر ہو جانا اور خود ساختہ اجماعی خلافت کو حجت سمجھ لینا کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

فرمایا! یہ عقیدہ غلط ہے کہ خلفاء ثلثہ چونکہ تخت خلافت پر اجماع سے بیٹھ گئے تھے۔ اس لئے اب وہ حق پر تھے۔ اگر وہ خلافت کے مستحق نہ ہوتے تو خدا ان کو اس پر بیٹھ جانے کی تمکین ہی نہ دیتا۔ کیونکہ بغیر نص خدا و رسول تخت خلافت پر بیٹھ جانا ہی اگر کسی کے حقدار ہونے کے لئے ڈگری ہو سکتی ہے تو پھر اسی تخت خلافت پر یزید پلید جیسا شارب الخمور و راکب الفجور بھی بیٹھ چکا ہے تو پھر کیوں خلفاء ثلثہ کی طرح

یزید بھی مسلمانوں کا پیشوا خلیفہ اور امام نہیں تسلیم کیا جاتا اور کیوں مسلمان اس خلیفہ اسلام کو ملعون ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں - حالانکہ اس وقت یزید کی خلافت اور تخت نشینی پر مسلمانوں کا اجماع قائم ہو چکا تھا - اور جس طرح کہ خلفاء ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی یزید کی بھی مسلمانوں نے بیعت کر لی تھی - پس معلوم ہوا کہ تخت پر صرف بیٹھ جانا کسی کے استحقاق کا ثبوت نہیں ہو سکتا بلکہ خلیفہ بننے سے پہلے لازماً خلیفہ کے واسطے مومن اور عامل جمیع صالحات ہونے کی شرط قرآنی تعلیم ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے - وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات الخ اس آیت قرآن مجید کی شرط کے خلاف کسی کو خلیفہ اسلام مان لینا تعلیم قرآن و اسلام کے خلاف ہے - اس لئے کہ خدا نے وعدہ کیا ہے زمین پر خلیفہ بنانے کے لئے ان لوگوں کے ساتھ جو تم میں سے ایمان لے آئے ہیں اور تمام نیکیوں پر عمل کر چکے ہیں - پس تخت خلافت پر اجماع سے بیٹھ جانیوالوں میں جو خلیفہ بھی اس آیت قرآن کی شرائط سے موصوف نہیں وہ اس آیت کے حکم نص سے خلیفہ برحق نہیں قرار پا سکتا - اس لئے سامعین کی توجہ میں اس طرف مبذول کراؤں گا کہ براہ کرم آپ اس حکم آیت کے مطابق اس میں غور کر لیں کہ تخت خلافت پر بیٹھ جانے والوں میں ایمان اور عمل صالحات کی یہ دونوں شرطیں موجود تھیں یا نہیں - اگر موجود نہیں تھیں تو اس آیت اور حکم قرآن کے خلاف آپ نے کیوں خلیفہ تسلیم کر لیا - ایمان کا اقتضا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ قرآن مجید کے خلاف ایک منٹ کے لئے بھی ایسوں کو آپ

خلیفہ برحق نہ سمجھیں اور اگر ایمان اور عمل صالحات کی شرطیں ان میں آپ کے نزدیک موجود ہیں تو براہ کرم ان کا صرف ایمان ہی آپ ثابت کر دیں۔ عملی جملہ صالحات تو کارے دارد۔ فرمایا یہ درخواست صرف اس وقت کے لئے ہی مخصوص یا مشروط نہیں ہے بلکہ دامن قیامت تک مبسوط ہے کہ اگر امکان میں ہو تو آیت کی یہ شرط ایمان ان میں سے کسی میں ثابت کر کے دکھا دو۔ کیا انجمن دائرہ ثابت کر سکیگی (دیڈیڈ یا)

فرمایا غرض جب غدیر خم کے میدان میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ہجوم عام میں پہنچ گئے تو بحکم رسول منادی کی گئی الصلوٰۃ جامعۃ اس وقت لوگ جو آگے نکل گئے تھے واپس لوٹ آئے جو ابھی پیچھے تھے وہ ان سے ملحق ہو گئے اس طرح یہ سارا مجمع صحابہ کا اس میدان خم میں جمع ہو گیا۔ اس وقت ایک درخت کے سایہ کے نیچے اونٹوں کے پالانوں سے عارضی طور پر منبر بنا دیا گیا۔ رسول اسلام علیہ وآلہ السلام زیب دہ منبر ہوئے اور فصیح خطبہ پڑھا۔ ہم وہ خطبہ سید شہاب الدین کی کتاب توضیح الدلائل توضیح الفضائل سے لکھتے ہیں

خطبہ غدیر

الحمد لله على الائه فى نفسى وبلائه فى عترتى واهلبيتى استعينه على لمكبات الدنيا موبقات الاخرة واشهد ان لا اله الا الله الواحد الصمد لم يتخذ صاحبة ولا ولداً ولا شريك ولا عمدا وانى عبد من عبيده ارسلنى برسالة الى جميع خلقه ليهلك

من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة واصطفاني
على العالمين من الاولين والاخرين واعطاني مفاتيح
خزائنه ووكله على بغرائمه واستودعني سره امدني
بالبصرت له فانا الفاتح وانا الخاتم ولا قوة الا بالله
اتقوالله ايها الناس حق تقاته ولا تموتن الا وانتم
مسلمون واعلموا ان الله بكل شيء محيط وانه
سيكون من بعدي اقوام يكذبون علي فيقل منهم
ومعاذالله ان اقول على الله الا الحق او انطق بامره
الا الصدق وما امركم الا امرني ولا ادعوكم الا الى الله
وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون فقام
اليه عبادة بن الصامت فقال ومتى ذاك يا رسول
الله ومن هؤلاء عرفناهم لنحذرهم قال قد
استعد والناس يومهم وسيظهرون لكم اذا بلغت
النفس مني ههنا واومأ الى حقه فقال عبادة اذا
كان ذالك فالى من يا رسول الله فقال عليكم
بالسمع والطاعة السابقين من عترتي والاخذين
من نبوتي فانهم يصدونكم عن الغي ويدعونكم
الى الخير وهم اهل الحق ومعاون الصدق يحيون
فيكم الكتاب والسنة ويجنبونكم عن الالحاد
والبدعة ويقمعون بالحق اهل الباطل لايميلون
مع الجاهل ايها الناس خالقني وخلق اهلبيتي

من طينة لم يخلق منها غيرها كنا اول من ابتداء
من خلقه فلما خلقنا نور بنورنا كل ظلمة واحيى بنا
كل طينة ثم قال هؤلاء خيار امتى وحملة علمى و
خزنة سرى وسادة اهل الارض الداعون الى الحق
المخبرون بالصدق غير شاكين ولا مرتابين ولا
ناكصين ولا ناكثين هؤلاء الهداة المهتدون
والراشدون المهتدى من جائنى بطاعتهم وولايتهم
والضال من عدل منهم وجائنى بولايتهم وطاعتهم
ايمان وبغضهم نفاق والائمة الهادية وعرى الاحكام
الواثقة بهم يتم الاعمال الصالحة وهم وصية الله فى
الاولين والاخرين والارحام التى اقسمكم الله بها اذ يقول
واتقوا الله الذي تسألون به والارحام ان الله كان
عليكم رقيبا ثم ندبكم الى حبهم فقال قل لا اسئلكم
عليه اجرا الا المودة فى القربى هم الذين اذهب الله
عنهم الرجس وطهرهم من النجس الصادقون اذا
نطقوا العالمون اذا سئلوا الحافظون لما استودعوا
جمعت فيهم الخلال العشر لم تجمع الا فى عترتى
واهلبيتى الحلم والعلم والنبوة والنبل والسماحة
والشجاعة والصدق والطهارة والعفاف والحكم فهم
كلمة التقوى ووسيلة الهدى والحجة العظمى
والعروة الوثقى هم اولياءكم عن قول ربكم وعن

قول ربی ما امرتکم الا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اوحی الی ربی فیہ ثلثہ انہ سید المسلمین وامام خیرۃ المتقین قائد الغر المحجلین وقد بلغت عن ربی ما امرت واستو دعھم اللہ فیکم واستغفر اللہ لی ولکم۔

ترجمہ:۔ میں خدائے تعالیٰ کی حمد اُن نعمتوں کے سبب سے بیان کرتا ہوں جو مجھ میں پائی جاتی ہیں اور اس امتحان وبلا کی وجہ سے جو میری عترت اہلبیت پر ہونے والی ہیں اور دنیا کے ناگوار مصائب اور آخرت کے مہالک پر میں اس سے مدد چاہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور وہی واحد و اَحَد فرد وصمد ہے اور اپنے لئے اس نے کوئی زوجہ یا فرزند یا شریک یا سہارا نہیں قرار دیا ہے اور میں اس کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں کہ اس نے مجھے پیغمبری کے لئے جمیع مخلوقات پر بھیجا ہے تاکہ جو لوگ ہلاک ہونے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ ہلاک ہوجاویں اور جو نجات پانے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ نجات پائیں مجھ کو خداوند کریم نے تمام عالم کے اولین و آخرین پر برگزیدہ فرمایا ہے اور اپنے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی ہیں اور اپنے عزائم کو مجھ پر موکل کیا ہے اور اپنا راز میرے سپرد فرمایا ہے ۔ اور میری

مدد کی ہے۔ اس وجہ سے مجھے اس کی بصیرت حاصل ہوئی
ہے۔ میں آغاز کرنے والا اور میں ہی انتہا پر پہنچانے والا
ہوں۔ بجز خدائے برتر کے کوئی ذریعہ موت کا نہیں ہے
اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو مگر یہ
کہ حالت اسلام میں اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام چیزوں
پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور قریب ہے کہ میرے بعد کچھ
قومیں ہوں گی جو جھوٹی باتیں میری طرف منسوب کرینگی
اور لوگ ان کے جھوٹ کو قبول کر لینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ
جو میں خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے
نکالوں اور سوائے امر راست کے اس حکم کے خلاف کچھ
اور کہوں اور سوائے اس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔
میں تمہیں کوئی اور حکم دوں اور بجز خدا کی طرف کے اور
کسی چیز کی طرف میں تم کو نہیں بلاتا اور جو لوگ ظالم ہیں
وہ بہت جلد جان لیں گے کہ ان کی جائے بازگشت کیا ہے
(یہاں تک پیغمبر نے فرمایا تھا) کہ عبادہ بن صامت نے
کھڑے ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون
لوگ ہیں ان کو ہمیں پہنچوا دیجئے تاکہ ہم ان سے حذر کریں
سرور عالم نے فرمایا کہ یہ کچھ لوگ ہیں جو ابتدا ہی سے میرے
دشمن ہیں۔ اور جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ
کر کے) یہاں تک پہنچے گی اس وقت ظاہر ہوں گے۔
عبادہ نے کہا کہ جب ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف

رجوع کریں یہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کی پیروی کرنا جو میری عترت میں سب سے سبقت کرنے والے ہیں اور میری پیغمبری کا علم لینے والے ہیں اور وہی یقیناً تم کو گمراہی سے باز رکھیں گے اور نیکی کی طرف دعوت کریں گے اور یہی اہلِ حق اور معدن صدق ہیں کتاب و سنت کو تم لوگوں میں زندہ رکھیں گے اور الحاد و بدعت سے تم کو بچائینگے اور حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو پست کریں گے اور کسی جاہل کی طرف میلان نہ کریں گے۔ اے لوگو خدا نے مجھ کو اور میری اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا اور اس سے کسی غیر کو پیدا نہیں کیا۔ ہم اول وہ لوگ ہیں کہ جن کی سب سے پہلے خلقت ہوئی اور جب خدا ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے اس نے ہر تاریکی کو روشن کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات عطا فرمائی۔ پھر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری (اہلبیت) بہترین امت ہیں اور میرے علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن ہیں اور تمامی اہل ارض کے سردار ہیں اور حق کی طرف دعوت کرنیوالے اور راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہیں ان کو کبھی شک پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی ریب ان کو عارض ہوتا ہے یہ راہ خدا میں کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔ خدا کے عہد کو نہیں توڑتے یہ وہ ہادی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اور آئمہ راشدین ہیں جو شخص ان کی ولایت و اطاعت کو لئے ہوئے میرے پاس

آئے وہی ہدایت یافتہ ہے۔جو ان کی عداوت لے کر میرے
پاس آئے وہی گمراہ ہے۔ان کی محبت ایمان اور ان کا
بغض نفاق ہے۔یہی میرے اہلبیت ہدایت کرنے والے
امام اور احکام خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔انہی کے ذریعہ
سے اعمال صالحہ کامل ہوتے ہیں اور یہی اولین وآخرین
ہیں وصیت اللہ ہیں اور یہی وہ ارحام ہیں جن کی قسم
خدا نے قرآن مجید میں اس مقام پر یاد دلائی ہے۔جہاں
فرماتا ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام
ان اللہ کان علیکم رقیبا۔پھر ان کی محبت کی تم
کو اللہ نے دعوت دی اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ
اجراً الا المودۃ فی القربیٰ یہی وہ لوگ ہیں جن سے
خدا نے ہر عیب ونجاست کو دور کر کے طیب وطاہر کیا ہے
یہی وہ لوگ ہیں کہ جب گویا ہوتے ہیں تو نہایت راست گو
ہوتے ہیں اور جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے۔
تو اس وقت بڑے عالم ہیں اور جب کوئی چیز ان کے پاس
امانت رکھی جاتی ہے تو یہ اس کے بڑے حافظ ہیں میرے
اہلبیت میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ سوائے ان کے اور
کسی میں وہ جمع نہیں ہیں۔حلم۔علم۔نبوۃ۔شرافت۔سخاوت
شجاعت۔صداقت۔طہارت۔عفت۔قضا۔یہ لوگ کلمہ
تقویٰ اور وسیلہ ہدایت ہیں اور حجۃ العظمےٰ وعروۃ الوثقیٰ
ہیں یہ لوگ بموجب ارشاد خداوند۔۔۔ سے حاکم ہیں اور یہ ہیں

پروردگار کے حکم سے تم کو بجز اس کے کوئی حکم نہیں دیتا
ہوں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں خدایا
دوست رکھ اس کو جو ان کو دوست رکھے اور دشمنی کر اس
سے جو ان سے عداوت رکھے اور مدد کر اس کی جو ان کی
مدد کرے۔ اور ذلیل و خوار کر اس کو جو ان کو ذلیل کرے
اے لوگو خدا نے مجھ پر تین مرتبہ وحی نازل فرمائی کہ علیؑ
سید المسلمین و امام الخیرۃ المتقین و قائد الغر المحجلین
ہیں۔ جس امر پر میں منجانب خدا مامور ہوا تھا میں نے
اس کی تبلیغ کر دی تم لوگوں میں میں ان کو (اہلبیت کو)
خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اپنے لئے اور تمہارے لئے
خدا سے مغفرت چاہتا ہوں ۔

غور فرمائیں پیغمبر صلعم نے فرمایا وانی مخلف فیکم الثقلین ...
تمسکتم بہما لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی ...ن
اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
یعنے اے لوگو میں نہایت قیمتی دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑنے
والا ہوں اگر ان دونوں کو ملا کر تم پکڑ لو گے تو کبھی قیامت تک گمراہ نہ
ہو گے۔ خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور میری عترت ہے جو اہلبیت
میری ہے اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے
جدا نہ ہوں گے۔ جب تک کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہنچ جائیں۔
فرمایا سنتے ہو؟ اس وقت پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے تبلیغ
رسالت حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔ الست اولی بالمومنین من

انفسھم قالوا بلیٰ یا رسول اللہ فقال الا من انا مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئا لک یا علیؑ ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ و فیہ نزلت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایۃ رسالہ مؤدۃ القربیٰ امام ہمدانی ص۳۲ سطر۳ یعنے براء بن عازب کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے ہمراہ میں حجۃ الوداع میں موجود تھا۔ جب غدیر خم میں پیغمبر صلعم نے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ارشاد کیا کہ "کیا مومنوں کے نفسوں پر میں اولیٰ اور صاحب اختیار نہیں ہوں۔ سب نے کہا بیشک حضور اولے بتصرف ہمارے نفسوں پر ہیں۔ اس اقرار لینے کے بعد پیغمبر صلعم نے فرمایا پس جس کا میں مولا یعنی اولی بتصرف ہوں۔ علی علیہ السلام بھی اس کا مولی و اولی بتصرف ہے۔ خداوندا تو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ اس کے بعد علی علیہ السلام سے حضرت عمر ملاقی ہوئے اور کہا اے علیؑ مبارک ہو کہ تم میرے مولے اور سب مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے ہو۔ اسی ولایت علیؑ کی تبلیغ میں آیت یا ایھا الرسول بلغ الخ نازل ہوئی ہے۔

فرمایا سن لیا آپ نے یہ ہے تبلیغ رسالت علیؑ کی ولایت کے متعلق پس یہ نص ہے خدا اور رسولؐ کی طرف سے خاص خلافت اور ولایت جناب امیرؑ کے لئے اور ان کے سوا کسی اور صحابی کو یہ نصیب نہیں ہو سکا۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ کے ص۱۱۵ سطر۱۲ میں شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے جناب امیرؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ

نے فرمایا قال صلعم اتعلمون ان اللہ عز وجل مولاے
وانا مولیٰ المومنین وانا اولی بھم من انفسھم قالوا بلی
یا رسول اللہ فقال اخذاً بیدی من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام
سلمان وقال یا رسول اللہ ولاء علی ماذا قال
ولائہ کولائی من کنت اولی بہ من نفسہ فعلی اولی
بہ من نفسہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
فقال صلعم اللہ اکبر باکمال الدین واتمام النعمۃ
ورضاء ربی برسالتی وولایۃ علی بعدی قالوا یا رسول
اللہ ھذہ الآیات فی علی خاصۃ قال بلی فیہ وفی
اوصیائی الی یوم القیامۃ قالوا بینھم لنا قال علی اخی
ووارثی ووصی وولی کل مومن بعدی ثم ابنی الحسن
ثم الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن معھم
وھم مع القرآن لا یفارقونہ ولا یفارقھم حتی یردوا
علی الحوض انتہیٰ بلفظ

یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا اے مجمع صحابہ تم
جانتے ہو کہ خدا میرا مولیٰ یعنی مجھ پر صاحب اختیار ہے۔ اور
میں مومنوں کا مولیٰ اور صاحب اختیار ہوں۔ لوگوں نے
کہا بیشک یا رسول اللہ صلعم پس میرا (علیؑ کا) ہاتھ پکڑ کے
فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔

خدایا تو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ سلمان جلسہ میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ارشاد کیجئے کہ **ولائے علیؑ** سے کیا مراد ہے پیغمبر صلعم نے فرمایا علیؑ کی ولایت میری ولایت بعینہ ہے۔ جس کی جان پر میں اولی بتصرف ہوں علیؑ بھی اس کی جان پر اولے بتصرف ہے اسوقت آیت اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی۔ پیغمبرؐ نے آیت اکمال دین کے نزول پر خدا کا شکریہ ادا کیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ آیتیں خاص علی علیہ السلام کے حق میں اتری ہیں۔ فرمایا ہاں بیشک علیؑ اور اس کے اوصیاء کے حق میں۔ لوگوں نے درخواست کی اوصیاء کے نام بتا دیجئے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ وہ علی ہے۔ بھائی وارث اور وصی میرا جو ولی اور صاحب اختیار ہے۔ ہر مومن پر بعد میرے اس کے بعد میرا بیٹا حسنؑ اور اس کے بعد حسینؑ ہے اور اس کے بعد نو فرزند ہیں اولاد حسین علیہ السلام سے جن کے ہمراہ قرآن ہے اور وہ ہمیشہ قرآن کے ہمراہ ہیں نہ تو قرآن سے یہ کبھی علیحدہ ہونگے اور نہ ان سے کبھی قرآن علیحدہ ہوگا جب تک کہ حوض کوثر پر یہ میرے پاس پہنچ جائیں۔

فریادو سنو! طالب حق کے لئے اس حدیث کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ جس شان کے ساتھ پیغمبر نے سائل کے جواب میں علیؑ کی ولایت کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے اس سے

ثابت ہے کہ علیؑ کی ولایت سے مراد خاص ولیعہدی رسولؐ ہے اور
علیؑ سے مہدی آخرالزمان علیہم السلام تک یہ سلسلہ خلافت و ولایت
کو پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے اپنی عترت اور اہلبیت کے بارہ شخصوں
کے لئے مخصوص اور منصوص کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی جو شخص
ان کا حق چھین کر کسی غیر کو دیگا وہ غاصب ہوگا باوجود اس قدر
اہتمام کے بھی وفات پیغمبر صلعم کے بعد سب سے پیشتر جس نے
اس ولیعہدی علیؑ سے مخالفت کی ہے۔ اس کو میدان غدیر خم میں
باعتراف آئمہ محدثین اہلسنت جن لفظوں میں گوشمالی کی گئی تھی
حاضرین کی دلچسپی کے لئے عرض کرتا ہوں تاکہ آپ اس امر کا
موازنہ کر سکیں کہ خدائے تعالے اور رسول علیہ السلام جناب امیر
علیہ السلام کی ولیعہدی تقرر خلافت بلافصل اور حفظ حقوق کے لئے
صحابہ پر کس کس طرح حجت تمام کی ہے۔ فنبذوہ وراء ظھورھم
واشتروا بہ ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون۔

مودۃ القربیٰ صہ ۳۲ سطر ۲ میں سنیوں کے قطب ربانی
امام ہمدانی حضرت عمر سے یوں روایت کرتے ہیں کہ "عمر بن الخطاب
قال نصب رسول اللہ صلعم علیاً علماً فقال من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت
شہید علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ
وطیب الریح فقال یا عمر لقد عقد الیوم رسول اللہ
صلعم عقداً لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال

عمر قلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا و کذا قال صلعم نعم یا عمر انہ لیس من ولد ادم لکنہ جبریل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی علیہ السلام انتہی بلفظہ

یعنی حضرت عمر خود راوی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ اسلام مقرر کیا اور فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ خدایا تو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مخذول کر جو علیؑ کو مخذول کرے اور یاری و مددگاری کر جو علیؑ کی نصرت کرے۔ خداوندا تو شاہد رہنا ان پر عمر خطاب نے کہا اس وقت میرے پہلو میں ایک نوجوان خوب صورت خوش سیرت کھڑا مجھے کہہ رہا تھا کہ اسے عمر آج (۱۸ ذوالحجہ) کے روز پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے (علیؑ کی خلافت میں) ایک ایسی گرہ لگادی ہے کہ سوائے منافق کے اسے کوئی نہیں کھول سکتا۔ پس اس کے کھولنے سے تم ڈرتے رہنا۔ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ جب حضور علیؑ کی ولایت عہد کی تبلیغ کر رہے تھے۔ تو ایک جوان خوب سیرت خوش سیرت میرے پہلو میں کھڑا مجھے ایسی ایسی باتیں کہہ رہا تھا۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہاں

اے عمر یہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہ تھا۔ بلکہ جبرئیلؑ تھا تمہیں تاکید کر رہا تھا اسی امر کی جو میں نے علیؑ کی ولایت اور خلافت کے متعلق تم سے کہا تھا۔

فرمایا عزیزو! کچھ غور کیا آپ نے ایک لاکھ سے زیادہ مجمع صحابہ میں کیوں حضرت عمر کو خصوصیت کے ساتھ یہ تاکید کی گئی اور تاکید بھی لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ کے خاص لفظوں میں کہ منافق کے سوا کوئی اس خلافت علیؑ کی گرہ نہیں کھولے گا۔ پس اسکے کھولنے سے اے عمر تم ڈرتے رہنا۔ صرف عمر کو تنہا تاکیداً یہ خطاب پُر عتاب کیا جانا دلیل ہے کہ اس گرہ کے کھلنے کا اگر کوئی خطرہ اور اندیشہ تھا تو صرف عمر کے ہاتھ سے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ کیوں حضرت عمر کو یہ خطاب پُر عتاب مخصوصاً کیا گیا۔ جس کی تائید میں امام غزالی کی منقولہ روایت آپ کو سناتا ہوں۔

سر العالمین مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ ص۹ سطر ۹ میں امام ابو حامد محمد غزالی رقمطراز ہے اسفرت الحجۃ وجہہا واجمع الجماہیر علی متن ہذا الحدیث عن خطبۃ یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ ہذا تسلیم ورضی و تحکیم ثم بعد ہذا غلب الھوا لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود النبود وخفقان الھوی فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح

الامصار سقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاوّل فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلا فبئس ما یشترون انتہٰی بلفظہ وکذا نقلہ عیناً سبط الجوزی فی کتابہ الموسوم بہ

خواص الامہ ص۲۳ سطر ۷ یعنی روشن ہوئی وجہ حجت اور برہان کی حدیث غدیر سے اور اجماع کیا ہے۔ اعلام امت نے متن حدیث غدیر کی صحت پر کیونکہ تمام صحابہ کا اتفاق ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے غدیر خم کے روز فرمایا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اس وقت حضرت عمر خطاب نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو تجھے اے علیؑ کہ تم میرے مولیٰ اور تمام مؤمنین ومومنات کے مولا ہو گئے۔ غزالی کہتا ہے کہ حضرت عمر کا علیؑ کو اس طرح مبارک باد دینا اس کی رضا اور تسلیم کی دلیل ہے۔ علیؑ کی ولایت اور خلافت پر اور اطاعت وانقیاد میں اپنی گردن کو پیش کر دینا ہے مگر افسوس کہ رضا وتسلیم اور انقیاد کے بعد صحابہ پر ہوا اور خواہش نفسانی غالب ہوئی اور ریاست دنیا کی محبت میں نشان خلافت گاڑنے۔ علم کے پھر پڑوں کا ہوا میں اڑنے اور ہوا کے بیرقوں سے لٹنے اور جلوس میں سواروں کے چلنے اور گھوڑوں کی ٹاپیں مثل جال کے معلوم ہونے اور ملکوں کے فتح ہونے کے خیالات نے ہوا وہوس کا کاسہ ان کو پلا دیا پس وہ خلاف اول کی طرف پھر لوٹ گئے اور پیمان وعہد ولایت وخلافت علیؑ کو اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک دیا۔

بے مقدار اور حقیر چیز کو اس کے عوض میں خرید لیا۔

فرمایا دوستو عزیزو! تعصب کی عینک کو اتار کر اگر امام غزالی اور علامہ سبط جوزی جیسے مسلّم سنی امام کے اس قول میں غائر نظر ڈالی جائے تو علیؑ کی عہد خلافت نص خلافت اور غصب حقوق میں کسی منصف کو یقیناً کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ بیعت کرنے کے بعد محض محبت دنیا اور حب امارت و ریاست کے لئے ان لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ پیغمبر اسلام کو مرض الموت میں حضرت عمر نے ہذیان کہنے کی گستاخی کی اور وصیت وصایت علیؑ لکھنے میں رکاوٹ ڈال دی حضرت ابوبکر نے جناب سیدہؑ کا حق فدک پیغمبر اسلام کے فوت ہوتے ہی غصب کر لیا۔ حضرت عمر نے بیت الرسولؐ یعنی فاطمۃ الزہراؑ کے گھر کو پیغمبر اسلامؐ کے فوت ہوتے ہی آگ سے جلا دیا اور حضرت عثمان نے قرآنوں کے جلا دینے پر ہاتھ صاف کیا۔ پیغمبرؐ کے فوت ہونے کی دیر تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں یاروں کی پنچایت ہوئی اور علیؑ کے حقوق منصوص من اللہ و رسولؐ کو پامال کر دیا گیا اور ان کے منصب خلافت کو غصب کر کے قابض ہو گئے اور افسوس کہ آج تک مسلمانوں نے ایسی صریح اور جلی نصوص کی مطلق پرواہ نہ کی تعصب کی عینک کو اتار کر تم خود ہی انصاف کرو کہ ایسی صریح نصوں کے مقابلہ میں اجماع کے ڈھکوسلے کی کچھ بھی وقعت ہو سکتی ہے۔

خصائص نسائی مترجم مطبوعہ محمدی لاہور صہ ۸۴ حدیث نمبر ۷۸

ان یاروں کا پورا اور مکمل ثبوت بحوالہ کتاب۔ مطبع۔ صفحہ و سطر رسالہ موعظہ حسنہ میں ملاحظہ ہو جو کتب خانہ حبیبیہ اندرون موچی دروازہ لاہور سے ۱۲ ار میں ملتا ہے

و نمبر ۷۹ نمبر ۸۰ نمبر ۸۱ نمبر ۸۲ نمبر ۸۳ نمبر ۸۴ نمبر ۸۵ نمبر ۸۶ نمبر ۸۷ نمبر ۸۸ ضرور ملاحظہ ہوں۔ امام نسائیؒ نے حدیث غدیر کے اکثر طریق کو ان میں جمع کیا ہوا ہے۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ومن کنت ولیہ فہذا علی ولیہ کو اسناد کے ساتھ جمع کیا ہوا ہے۔

مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی جلد اول ص۱۶۶ سطر ا استشہاد علیؑ فی الرحبہ کے ضمن میں عبدالرحمن بن ابی لیلی سے نقل کیا ہے کہ قال عبدالرحمن فقام اثنا عشر بدریا فقالوا نشہد اذا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الست اولیٰ بالمسلمین من انفسہم وازواجی امہاتہم فقلنا بلیٰ یا رسول اللہ فقال صلعم فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ انتہی بلفظہ۔ یعنی عبدالرحمن نے کہا کہ علیؑ کے استشہاد پر بدریوں میں سے بیس نفر کھڑے ہوئے اور انہوں نے شہادت ادا کی کہ پیغمبر صلعم غدیر خم کے روز فرماتے تھے کہ کیا مسلمانوں کے نفس پر میں اولیٰ بتصرف نہیں ہوں اور میری ازواج کیا مسلمانوں کی مائیں نہیں ہیں جواب میں سب نے کہا تھا بیشک ایسا ہی ہے پھر پیغمبرؐ نے فرمایا تھا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے فرمایا دوستو! اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد بنانے میں ہر طرح کی کوشش کی اور ہر پہلو سے اس کو مستحکم کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اہل غرض الذین فی قلوبہم مرض بقول امام غزالی حب امارت و ریاست دنیا میں علیؑ کو اس طرح کا جیسا کہ ہونا چاہئے نہ ہونے دیں گے جیسا کہ پیغمبرؐ نے

اس بات کو بنابر روایت احمد حنبل و مشکواۃ شریف ظاہر بھی کر دیا تھا۔ بقولہ صلعم ان تومروا علیاً ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیاً یاخذ بکم الطریق المستقیم بالفاظ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلی صفحہ ۵۴۲ سطر ۳ و صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۳۹ سطر ۲۲ کہ اگر تم علیؑ کو اپنا امیر بناؤ گے جو میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہیں کرو گے تو اس کو تم ہادی اور مہدی پاؤ گے جو تم کو صراط مستقیم پر چلائیگا فرمایا۔ اب اس حدیث مشکوٰۃ سے صاف ظاہر ہے کہ ان صحابہ کی کرتوتوں سے پیغمبرؐ ناواقف نہیں تھے وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ علیؑ کی امارت اور خلافت کو بیعت کے بعد بھی توڑ ڈالیں گے ان کا یہ فرمان کہ ولا اراکم فاعلین کہ میں جانتا ہوں کہ تم علیؑ کو امیر بننے نہیں دو گے۔ اس پر شاہد ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلعم کو علی کی ولایت عہد کے تقرر میں غیر معمولی اہتمام کرنا پڑا۔ مگر اہل غرض تو اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے وہ ہر امر کا موقع بموقع خفیہ تدارک کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے منصوبوں میں پیغمبرؐ کے وفات پاتے ہی کامیاب ہو گئے۔ مرض الموت میں جناب رسول خدا صلعم نے اسی مسئلہ خلافت اور جانشینی علیؑ کے متعلق وصیت کرنی چاہی تو حضرت عمر نے وہاں بھی حکمت عملی کی اور پیغمبر اسلام کو ہذیان کی نسبت دے کر خلافت حقہ کی وصیت کو ٹال دیا۔ امام غزالی نے اعتراف کیا ہے کہ وصیت امر خلافت کے متعلق تھی لما مات رسول اللہ صلعم قال قبل وفاتہ ایتونی بدواۃ و بیاض لازیل اشکال الامر و اذکر لکم من المستحق بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ

لیہجر وقیل یھد وانتہے بلفظ۔ سر العالمین مطبوعہ بمبئی ص۹ سطر ۱۵۔ یعنی جب پیغمبر صلعم کا انتقال ہوا تو مرنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ دوات اور کاغذ لاؤ کہ تمہارے لئے مشکلات امارت وخلافت کو دور کر دوں اور بتا دوں کہ میرے بعد امارت وخلافت کا کون حقدار ہے مگر حضرت عمر نے پیغمبرؐ کے اس فرمان کو ہذیان کہہ کر ٹال دیا۔ قاضی عیاض نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے وذکران الذی طلب کتابتہ امر الخلافۃ بعدہ وتعیین الخلافۃ کتاب الشفا مطبوعہ صدیقی بریلی ص۳۰۸ سطر ۱۲ یعنی رسول اسلام علیہ وآلہ السلام کا مطلب وصیت لکھنے سے امر خلافت کا قطعاً فیصلہ کرنا تھا اور اپنے بعد کے لئے خاص خلیفہ بالحق کو معین ومقرر کرنا تھا۔

فرمایا۔ صاحبان افسوس کہ حضرت عمر نے اسلام پر ذرا رحم نہ کیا۔ پیغمبر اسلام کے بلاغت نظام کلام کو ہذیان کہہ کر ہمیشہ کے لئے اسلام میں گڑبڑ مچادی اور اپنے پوشیدہ خواہشوں تمناؤں میں کامیاب ہو گئے کیونکہ پیغمبر اسلام کے وفات پاتے ہی وہ اس امر کے تدارک کی غرض سے تغسیل وتدفین پیغمبرؐ میں بھی شریک نہیں ہو سکے کیونکہ علیؑ۔ فاطمہؑ حسنین علیہم السلام تو اہل تعزیت اور مصیبت تھے ہی وہ تو اپنے تعزیت کے کام میں مشغول تھے اور یہ لوگ اتنے میں اپنا کام کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فرمایا دوستو! سن لیا آپ نے یہ تھی وہ حدیث غدیر جس کے تبلیغ کرنے کے لئے آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ میں خطاب پر عتاب پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام پر

نازل ہوا۔ حضورؐ اگر اس حکم کی تبلیغ نہ فرماتے تو بحکم آیت ساری رسالت ہی اکارت جاتی یہ حدیث غدیر سب سے زیادہ مشہور متواتر اور معرکۃ الآرا حدیث ہے جس کو ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع صحابہ میں پیغمبرؐ اسلام نے اعلان کیا اور سینکڑوں راویوں نے اس کو روایت کیا ہے اور ہزاروں آئمہ حدیث نے اس حدیث کی تخریج کی جیساکہ کتاب الموالات میں سنیوں کا ثقہ امام ابن العقدہ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل نقل کرتے ہیں (۱) ابوبکر الصدیق (۲) عمر ابن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علیؑ ابن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبیداللہ (۶) زبیر بن العوام (۷) عبدالرحمٰن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبدالمطلب (۱۰) الحسنؑ ابن علیؑ بن ابیطالب (۱۱) الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبداللہ بن العباس (۱۳) عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبداللہ بن مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان فارسی (۱۸) سعد بن زرارہ الانصاری (۱۹) خذیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابوایوب انصاری (۲۱) حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفہ بن الیمان (۲۴) عبداللہ بن عمر (۲۵) البراء ابن عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمرات بن جندب (۲۸) سلمۃ بن الاکوع الاسلمی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابویعلی الانصاری (۳۱) ابو قدامہ الانصاری (۳۲) سہل بن سعد الانصاری (۳۳) عدی بن حاتم الطائی (۳۴) ثابت بن یزید بن ودیعہ (۳۵) کعب بن عجرہ الانصاری (۳۶) ابوالہیثم بن التیہان الانصاری (۳۷) ہاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص الزہری

سلطان ... علم و فضل اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ تاریخ بغداد میں حافظ خطیب نے ۱۲

(۳۸) المقداد بن عمرو الکندی (۳۹) عمر بن ابی سلمۃ (۴۰) عبد اللہ بن ابی اسید المخزومی (۴۱) عمران بن حصین الخزاعی (۴۲) بریدۃ بن الحصیب الاسلمی (۴۳) ابو سعید الخدری (۴۴) جابر بن عبد الانصاری (۴۵) جریر بن عبد اللہ البجلی (۴۶) زید بن ارقم الانصاری (۴۷) حذیفہ بن اسید (۴۸) عمرو بن الحق الخزاعی (۴۹) زید بن حارثۃ الانصاری (۵۰) مالک بن حریث (۵۱) ابو سلیمان جابر بن سمرت اسوائی (۵۲) عبد اللہ بن ثابت الانصاری (۵۳) حبشی بن جنادت السلولی (۵۴) ضمیرۃ الاسیدی (۵۵) عبید اللہ بن عازب الانصاری (۵۶) عمرو بن مرہ (۵۷) عبد اللہ بن ابی ادنی الاسلمی (۵۸) زید بن شراحیل الانصاری (۵۹) عبید اللہ بن بشر المازنی (۶۰) النعمان بن عجلان الانصاری (۶۱) عبد الرحمٰن بن نعیم الدیلمی (۶۲) ابو الحمراء خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۶۳) ابو فضالۃ الانصاری (۶۴) عطیۃ بن بشر المازنی (۶۵) عامر بن ابی لیلی الغفاری (۶۶) ابو طفیل عامر بن واثلۃ الکنانی (۶۷) عبد الرحمٰن بن عبد رب الانصاری (۶۸) حسان بن ثابت الانصاری (۶۹) سعد بن جنادۃ العوفی (۷۰) عامر بن عمیر العوفی (۷۱) عبد اللہ بن یامیل (۷۲) حبہ بن الجوین العرنی (۷۳) عقبہ بن عامر الجھنی (۷۴) ابو ذویب الشاعر (۷۵) ابو شریح الخزاعی (۷۶) ابو جحیفۃ وہب بن عبد اللہ السوائی (۷۷) ابو امامۃ الصدی بن عجلان الباہلی (۷۸) عامر بن لیل بن حمزہ (۷۹) جندب بن سفیان (۸۰) سامتہ بن حارثۃ الکلبی (۸۱) وحشی بن الحرب (۸۲) قیس بن ثابت بن سماس الانصاری (۸۳) عبد الرحمن بن مدلج (۸۴) حبیب بن بدیل

بن ورناء الخزاعی (۸۵) انس بن مالک الانصاری (۸۶) ابوہریرۃ الدوسی (۸۷) فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۸۸) عائشہ بنت ابی بکر ام المومنین (۸۹) ام سلمۃ ام المومنین (۹۰) ام ہانی بنت ابی طالب (۹۱) فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب (۹۲) اسماء بنت عمیس الخثعمیہ (۹۳) جبلہ بن عمرو الانصاری (۹۴) ابوبرزۃ فضلہ بن عبید اللہ الانصاری (۹۵) ابورافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹۶) ابوعمرو بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷) ناجیہ بن عمرو الخزاعی (۹۸) ابوزینب بن عوف الانصاری (۹۹) یعلی بن مرۃ ثقفی (۱۰۰) سعد بن عبادۃ الانصاری (۱۰۱) ابوسریحۃ الغفاری رضی اللہ عنہم ثم ذکر ابن عقدہ ثمانیۃ وعشرین رجلا من الصحابۃ لم یذکر اسمائھم یعنی پھر ابن عقدہ نے اور اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام نہیں بتلایا۔

ان ائمہ حدیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے معہ سنہ وفات

(۱) ابن شہاب الزہری استاد امام مالک سنہ ۱۲۵ھ (۲) محمد بن اسحاق صاحب السیرت سنہ ۱۵۱ یا ۱۵۲ھ (۳) محمد بن راشد ابو عروۃ الازدی سنہ ۱۵۳ یا ۱۵۴ھ (۴) اسرائیل بن یونس السبیعی ابو یوسف الکوفی سنہ ۱۶۰ یا ۱۶۱ھ (۵) شریک بن عبداللہ القاضی سنہ ۱۷۷ھ (۶) محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر سنہ ۱۹۳ھ (۷) ابو وکیع ابن الجراح بن بلیح الرواسی سنہ ۱۹۷ھ (۸) عبداللہ بن نمیر الہمدانی سنہ ۱۹۹ھ (۹) محمد بن عبداللہ ابو احمد الزبیری

الحبال سنہ ۲۰۳ھ (۱۰) یحییٰ بن آدم بن سلیمان الاموی سنہ ۲۰۳ھ (۱۱) امام بن ادریس الشافعی المطلبی سنہ ۲۰۴ھ (۱۲) اسود بن عامر بن شاذان الشامی سنہ ۲۰۸ھ (۱۳) عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی سنہ ۲۱۰ھ (۱۴) حسین بن محمد المروزی سنہ ۲۱۳ھ (۱۵) فضل بن زکین ابونعیم الکوفی سنہ ۲۱۸ یا ۲۱۹ھ (۱۶) عفان بن مسلم الصفار سنہ ۲۲۰ھ (۱۷) سعید بن منصور الخراسانی سنہ ۲۲۷ھ (۱۸) ابراہیم بن الحجاج سنہ ۲۳۱ یا ۲۳۲ھ (۱۹) علی بن حکیم الاودی سنہ ۲۳۱ھ (۲۰) علی بن محمد الطنافسی سنہ ۲۳۳ھ (۲۱) ہدبہ بن خالد البصری سنہ ۲۳۵ یا ۲۳۶ھ (۲۲) عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العیسی سنہ ۲۳۵ھ (۲۳) عبیداللہ بن عمر القواریری سنہ ۲۳۵ھ (۲۴) اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ سنہ ۲۳۸ھ (۲۵) عثمان بن محمد بن ابوالحسن بن ابی قتیبہ سنہ ۲۳۹ھ (۲۶) قتیبہ بن سعید البلخی سنہ ۲۴۰ھ (۲۷) امام احمد بن حنبل سنہ ۲۴۲ھ (۲۸) ہارون بن عبداللہ ابوموسیٰ الحمال سنہ ۲۴۳ھ (۲۹) محمد بن بشار العبدی سنہ ۲۵۳ھ (۳۰) محمد بن المثنیٰ ابوموسیٰ الفندی سنہ ۲۵۲ھ (۳۱) الحسن بن عرفہ العبدی سنہ ۲۵۷ھ (۳۲) حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی سنہ ۲۵۹ھ (۳۳) اسمٰعیل بن عبداللہ الاصبہانی الملقب بسمویہ سنہ ۲۶۷ھ (۳۴) حسن بن علی عثمان العامری سنہ ۲۷۰ھ (۳۵) محمد بن یحییٰ الذہلی سنہ ۲۵۸ھ (۳۶) محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن سنہ ۲۷۳ھ (۳۷) احمد بن یحییٰ البلاذری سنہ ۲۷۹ھ (۳۸) عبداللہ بن مسلم الدینوری المعروف بابن قتیبہ سنہ ۲۷۶ھ (۳۹) محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب الصحیح سنہ ۲۷۹ھ (۴۰) احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عاصم سنہ ۲۸۷ھ

(۴۱) ذکریا بن یحییٰ السنجری الخیاط ۲۸۹ھ (۴۲) عبداللہ بن امام احمد بن حنبل ۲۹۰ھ (۴۳) احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزاز ۲۹۲ھ
(۴۴) محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن ۳۰۳ھ (۴۵) حسن بن سفیان النسوی ۳۰۳ھ (۴۶) احمد بن علی ابو یعلے الموصلی ۳۰۷ھ
(۴۷) محمد بن جریر طبری ۳۱۰ھ (۴۸) عبداللہ بن محمد ابوالقاسم البغوی ۳۱۷ھ (۴۹) محمد بن علی بن حسین بن بشر ابوعبداللہ الزاہد الحکیم ترمذی ھ (۵۰) احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی ۳۲۱ھ (۵۱) احمد بن محمد بن عبدربہ ابو عمر لقرطبی ۳۲۸ھ (۵۲) حسین بن اسماعیل المحاملی ۳۳۰ھ (۵۳) ابوالعباس بن احمد بن محمد بن سید المعروف بابن عقدہ ۳۳۲ھ (۵۴) یحییٰ بن عبداللہ الغبری ۳۳۴ھ (۵۵) و علج بن احمد النجری ۳۵۱ھ (۵۶) محمد عبداللہ البزار الشافعی ۳۵۴ھ
(۵۷) محمد بن حبان البستی ۳۵۴ھ (۵۸) سلیمان بن احمد الطبری ۳۶۰ھ (۵۹) احمد بن جعفر القطیعی ۳۶۸ھ (۶۰) علی بن عمر الدار القطنی ۳۸۵ھ (۶۱) عبیداللہ بن عبداللہ المعروف بن بطہ ۳۸۷ھ (۶۲) محمد بن عبدالرحمٰن المخلص الذہبی ۳۹۱ھ (۶۳) ابوعبداللہ الحاکم صاحب مستدرک ۴۰۰ھ (۶۴) عبدالملک بن محمد بن ابراہیم الخرگوشی ۴۰۷ھ (۶۵) احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد الفارسی الشیرازی ۴۰۷ھ (۶۶) احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی ۴۱۰ھ (۶۷) احمد بن محمد بن یعقوب ابوعلی مسلویہ ۴۱۱ھ
(۶۸) احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی ۴۲۷ھ (۶۹) احمد بن عبداللہ ابونعیم الاصبہانی ۴۳۰ھ (۷۰) اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ

الرازی المعروف و بابن السمان سنہ ۴۴۵ھ (۷۱) احمد بن حسین بن علی البیھقی سنہ ۴۵۸ھ (۷۲) یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب سنہ ۴۶۳ھ (۷۳) احمد بن علی المعروف الخطیب البغدادی سنہ ۴۶۳ھ (۷۴) علی بن احمد ابوالحسن الواحدی سنہ ۴۶۸ھ (۷۵) مسعود بن ناصر السجستانی سنہ ۴۷۷ھ (۷۶) علی بن محمد الجلالی المعروف بابن المغازلی سنہ ۴۸۳ھ (۷۷) عبیداللہ بن عبداللہ ابوالقاسم الحسکانی سنہ ھ (۷۸) علی بن الحسن بن الحسین الخلعی سنہ ۴۹۲ھ (۷۹) امام محمد غزالی سنہ ۵۰۵ھ (۸۰) الحسین بن مسعود البغوی سنہ ۵۱۶ھ (۸۱) زرین بن معاویہ العبدری سنہ ۵۳۵ھ (۸۲) احمد بن محمد العاصمی سنہ ھ (۸۳) محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف سنہ ۵۲۷ھ (۸۴) محمد بن ابراہیم النطنزی سنہ ھ (۸۵) عبدالکریم بن محمد بن ابوسعید المروزی السمعانی سنہ ۵۶۳ھ (۸۶) موفق بن احمد ابوالموید المعروف ما خطب خوارزم سنہ ۵۶۸ھ (۸۷) عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا سنہ ھ (۸۸) علی بن الحسن بن ہبتہ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی سنہ ۵۷۱ھ (۸۹) محمد بن عمر بن احمد بن موسے المدینی الاصبہانی سنہ ھ (۹۰) فضل اللہ بن ابوسعید الحسنی التورپشتی سنہ ھ (۹۱) اسعد بن محمود بن خلف ابوالفتح العجلی سنہ ۶۰۰ھ (۹۲) امام محمد بن عمر الملقب بہ فخرالدین الرازی صاحب تفسیر کبیر سنہ ۶۰۶ھ (۹۳) مبارک بن محمد ابوالسعادات المعروف بابن الاثیر الجزری سنہ ۶۰۶ھ (۹۴) علی بن محمد بن محمد عبدالکریم الجزری ابوالحسن المعروف بابن الاثیر سنہ ۶۳۰ھ (۹۵) محمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی سنہ ۶۴۳ھ (۹۶) محمد بن طلحہ الیحصبی سنہ ۶۵۲ھ (۹۷)

یوسف بن محمد ابوالحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ سنہ ھ (۹۸)
یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی سنہ ۶۵۴ھ (۹۹) محمد بن یوسف
الگنجی شافعی سنہ ۶۵۸ھ (۱۰۰) عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسعی سنہ ۶۶۱ھ
(۱۰۱) یحییٰ بن شرف النووی سنہ ۶۷۶ھ (۱۰۲) احمد بن عبداللہ محب
الدین الطبری المکی سنہ ۶۹۴ھ (۱۰۳) ابراہیم بن عبداللہ الوصابی
الیمنی الشافعی سنہ (۱۰۴) محمد بن احمد الفرغانی سنہ ۶۹۹ھ (۱۰۵)
ابراہیم بن محمد الحموینی سنہ ۷۲۲ھ (۱۰۶) احمد بن محمد بن احمد علاء الدولہ
السمنانی سنہ ۷۳۶ھ (۱۰۷) یوسف بن عبدالرحمٰن المزی سنہ ۷۴۲ھ (۱۰۸)
محمد بن احمد الذہبی سنہ ۷۴۸ھ (۱۰۹) حسن بن حسین نظام الدین الاعرج
النیشاپوری صاحب تفسیر سنہ ھ (۱۱۰) محمد بن عبداللہ ولی الدین
الخطیب البغدادی سنہ ھ (۱۱۱) عمر بن مظفر بن عمر ابوالحفص
المعری الحلبی الشہر بابن الوردی سنہ ۷۴۹ھ (۱۱۲) احمد بن عبدالقادر
بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی سنہ ۷۴۹ (۱۱۳) محمد بن یوسف
الزرندی سنہ ۷۵۲ھ (۱۱۴) محمد بن مسعود الگازرونی سنہ ۷۵۸ھ (۱۱۵)
عبداللہ بن اسعد الیمنی الیافی سنہ ۷۶۸ھ (۱۱۶) اسمٰعیل بن عمر الدمشقی
المعروف بابن کثیر سنہ ۷۷۴ھ (۱۱۷) عمر بن الحسن ابوحفص المراغی
(۱۱۸) علی بن شہاب الدین الہمدانی سنہ ۷۸۶ھ (۱۱۹) محمد بن عبداللہ
بن احمد المقدسی سنہ ۷۸۹ھ (۱۲۰) محمد بن المعروف بخواجہ پارسا
سنہ ۸۳۲ھ (۱۲۱) محمد بن محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین
سنہ ۸۳۳ھ (۱۲۲) احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی سنہ ۸۴۵ھ (۱۲۳)
شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی سنہ ھ (۱۲۴)

احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی سنہ ۸۵۲ھ (۱۲۵)
علی بن محمد بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی سنہ ۸۵۵ھ (۱۲۶)
محمد بن احمد العینی الحنفی شارح بخاری سنہ ۸۵۵ھ (۱۲۷) حسین بن
معین الدین الیزدی المبیندی سنہ ۸۷۰ھ (۱۲۸) عبداللہ بن عبدالرحمن
المعروف باصیل الدین محدث سنہ ۸۸۳ھ (۱۲۹) فضل دین روز
بہان بن فضل الدر النخجی الشیرازی سنہ ھ (۱۳۰) علی بن
عبداللہ نورالدین السمہودی الشافعی سنہ ۹۱۱ھ (۱۳۱) عبدالرحمن
بن ابی بکر المعروف بجلال الدین سیوطی سنہ ۹۱۱ھ (۱۳۲) عطاء اللہ
بن فضل اللہ شیرازی المعروف بجلال محدث (۱۳۳) عبدالوہاب بن
محمد بن رفیع الدین احمد سنہ ۹۳۲ھ (۱۳۴) احمد بن محمد بن علی بن احمد
التہیمی المکی سنہ ۹۷۳ھ (۱۳۵) علی بن حسام الدین المتقی صاحب
کنز العمال سنہ ھ (۱۳۶) محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار سنہ ۹۸۱ھ
(۱۳۷) مرزا مخدوم بن عبد الباقی سنہ ۹۵۵ (۱۳۸) علی بن سلطان محمد
الہروی المعروف بہ ملا علی قاری سنہ ۱۰۱۴ھ (۱۳۹) محمد بن عبدالرؤف
بن تاج العارفین المنادی سنہ ۱۰۳۱ھ (۱۴۰) الشیخ عبداللہ العیدروس
الیمنی سنہ ۱۰۴۱ھ (۱۴۱) محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی سنہ ھ
(۱۴۲) علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نورالدین الحلبی سنہ ۱۰۴۴ھ (۱۴۳)
احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی سنہ ۱۰۴۷ھ (۱۴۴) الشیخ عبدالحق
محدث الدہلوی سنہ ۱۰۵۲ھ (۱۴۵) محمد بن محمد المصری سنہ ھ (۱۴۶)
محمد بن صفی الدین جعفر الملقب بمجبوب العالم سنہ ھ (۱۴۷) صالح
بن مہدی المقبلی سنہ ھ (۱۴۸) محمد بن عبدالرسول البرزنجی المدنی

سنہ ۱۱۳۰ھ (۱۴۹) حسام الدین بن محمد بایزید سہارنفوری سنہ ھ (۱۵۰) مرزا محمد معتمد خان البدخشانی سنہ ھ (۱۵۱) محمد صدر عالم صاحب معارج سنہ ھ (۱۵۲) مولانا شاہ ولی الدین احمد بن عبد الرحیم محدث الدہلوی سنہ ۱۱۷۶ھ (۱۵۳) محمد اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی سنہ ۱۱۸۳ھ (۱۵۴) محمد بن علی الصبان سنہ ھ (۱۵۵) ابراہیم بن مرعی بن عطیہ البشرضیتی المالکی سنہ ھ (۱۵۶) احمد بن عبد القادر العجلی (۱۵۷) مولانا رشید الدین خان دہلوی (۱۵۸) مولوی محمد مبین لکھنوی (۱۵۹) محمد سالم البخاری الدہلوی (۱۶۰) مولوی ولی اللہ لکھنوی۔ (۱۶۱) مولوی حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام ؂

فرمایا ان سب حضرات آئمہ اہلسنت نے حدیث غدیر کو ذکر کیا ہے۔ باوجود اس کے اب کسی کی زبانی انکار کر دینے سے حق باطل نہیں ہو سکتا۔ سعید روحیں حق سمجھ لینے کے بعد صراط مستقیم کی طرف ضرور ہدایت پاتی ہیں مگر جن پر شقاوت کی مہر لگ چکی ہے وہ باوجود ثبوت تواتر کے بھی دشمنی علیؑ کے سبب سے اس حدیث سے منکر ہو جاتے ہیں اور بظاہر معقول پسند مجبور ہو کر اگر حدیث غدیر کو مان بھی لیتے ہیں تو پھر لفظ مولیٰ کے متعدد معنوں میں خلاف قرینہ تاویلیں کر کے حق کو عوام پر مشتبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ لفظ مولیٰ عربی زبان میں مختلف معنوں میں مستعمل ہے مثلاً بمعنے منعم بالکسر و منعم بالفتح غلام۔ آقا۔ معتق بالفتح بالکسر۔ صاحب۔ رفیق۔ شریک۔ نزیل حلیف۔ ہمسایہ ابن عم۔ عم صہر۔ تابع محب۔ سید مطاع۔ متولی ضمان جریرہ۔ وارث۔ متولی۔ امر۔ و عہد۔ مالک اولی بتصرف وغیرہ وغیرہ

فرمایا۔ اس قدر معنوں میں جو لفظ استعمال ہو سکتا ہو فی الواقع بغیر کسی دلیل اور قرینہ کے وہ کسی خاص معنے میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ یہی سبب ہے کہ دل ناخواہ را بہانہ بسیار کے مصداق سے فسقی روحوں کو ولی عہد اور اولٰے بتصرف معنے کرنے میں رکاوٹ ڈالنے کا موقع ملا اور اس بہانہ سے حق کو عوام پر مشتبہ کر دیا گیا۔

فرمایا۔ ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہر مختلف المعانی لفظ کے استعمال کے لئے قواعد کے لحاظ سے کسی قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں قرائن ایسے موجود ہیں کہ ان کے لحاظ سے یہ لفظ مولیٰ حدیث غدیر میں ولی عہد اور اولیٰ بتصرف کے معنی کے سوا کسی دوسرے معنی میں استعمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان دو مذکورہ معنوں کے سوا باقی سب معانی ایسے ہیں جن کیلئے کسی قسم کی کوئی اہمیت نہیں ہے جن کی تبلیغ کئے جانے کے لئے اس قدر اہتمام اور انتظام کی ضرورت ہوتی کہ (۱) ان کے تبلیغ کا زمانہ وفات پیغمبر صلعم سے تعلق ہونا (۲) ان کی تبلیغ کے لئے خدا کو خاص آیت کے نازل فرمانے کی ضرورت واقع ہونا (۳) ان کے عدم تبلیغ پر عتاب شدید کا نازل ہونا (۴) ان کے تبلیغ نہ کئے جانے پر ساری رسالت کا اکارت ہو جانا (۵) ان کی تبلیغ پر صیانت اور حفاظت کا وعدہ نازل فرمانا (۶) ان کی تبلیغ پر ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کا عظیم الشان مجمع اکٹھا کیا جانا (۷) کمال شدت و حدت گرمی میں پیغمبرؐ کو اہتمام تبلیغ کرنا۔ یہ ایسے معرکتہ آلارا

سات قرینے ہیں جن میں سے ہر ایک قرینہ بجائے خود برہان قاہر ہے کہ حدیث غدیر میں لفظ مولیٰ سے علیؑ کا ولی عہد اور اولیٰ بتصرف ہونا ہی خدا اور رسولؐ کا مقصود تھا جس کی تبلیغ میں ان سات قرینوں کا تعلق ہر عقلمند تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ورنہ غور کرو کہ ابن عم۔ صہر۔ تابع یا محب وغیرہ معمولی باتوں کے اعلان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر ان کا اعلان کرنا ہی مقصود تھا تو اسقدر انتظام اور اہتمام کرنے کی انکے لئے کیوں ضرورت محسوس ہوئی کیا علیؑ کے ابن عم رسولؐ ہونے سے کسی کو انکار تھا۔ یا وہ محب رسولؐ اور محب خلق نہیں تھے یا ان کے صہر اور تابع ہونیکے اعلان میں کوئی اندیشہ تھا پھر واللہ یعصمک من الناس میں صیانت اور حفاظت کے وعدہ کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی تعصب کی عینک کو اتار کر اس میں ایک غائر نظر ڈالو تو تمہارا ضمیر تم کو اس کے لئے مجبور کریگا کہ لفظ مولیٰ اس معنے میں تبلیغ کئے جانے کی ان سات قرینوں کے ساتھ ضرورت تھی جن معنوں میں علیؑ کو مولیٰ تسلیم کرنے میں لوگوں کو انکار تھا وہ معنی ولیعہد اور اولیٰ بتصرف ہونے کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتے۔

فرمایا سنتے ہو؟ اس کے علاوہ حدیث غدیر من کنت مولاہ میں لفظ من موجود ہے جو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسولؐ جس معنی میں لوگوں کا مولیٰ ہے علیؑ بھی اسی معنی میں لوگوں کا مولیٰ ہے۔ رہا۔ رسولؐ کے مولیٰ ہونے سے کیا مراد ہے۔ سو یہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام اولیٰ ہے

مومنوں پر ان کے نفسوں سے اور یہی معنی اس حدیث میں خود پیغمبر خدا نے بھی ظاہر کر دیئے ہیں الست اولی بالمومنین من انفسہم کہ کیا میں مومنوں کے نفسوں پر اولی بتصرف نہیں ہوں اس کے جواب میں لوگوں نے اعتراف کیا ہے قالوا بلی یا رسول اللہ ہاں یا رسول اللہ آپ ہمارے نفسوں پر اولی بتصرف ہیں اس پر پیغمبر نے فرمایا ہے۔ فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ کہ جس معنی میں جس کا میں مولی ہوں اسی معنی میں علی بھی اس کا مولا ہے جس سے اب صاف ثابت ہوا کہ جیسے پیغمبر صلعم کے مولی ہونے سے اولی بتصرف مراد ہے تو لازماً علیؑ کے مولا ہونے سے بھی اولے بتصرف ہونا ہی مراد ہے اور اسی معنے کی تبلیغ کیلئے اس شان اور اہتمام کی ضرورت تھی۔

مطالب السئول میں راس الفحول ابن طلحہ صـ۱۶ سطر ۱۴ میں رقمطراز ہے فقولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ قد اشتمل علی لفظۃ من وھی موضوعۃ للعموم فاقتضی ان کل انسان کان رسول اللہ صلعم مولاہ کان علی مولاہ واشتمل علی لفظۃ المولی وھی لفظۃ مستعملۃ بازاء معانی متعددۃ قد ورد القرآن الکریم بھا فتارۃ تکون بمعنی اولی قال اللہ تعالی فی حق المنافقین ماویکم النار ھی مولاکم معناہ اولی بکم وتارۃ بمعنی الناصر قال اللہ تعالی ذالک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم

معناہ ان اللہ ناصر المومنین و ان الکافرین لا ناصر لھم و تارۃ بمعنی الوارث قال اللہ تعالیٰ و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان و الاقربون معناہ وارثا و تارۃ بمعنی العصبۃ قال اللہ تعالیٰ و انی خفت الموالی من ورائی معناہ عصبتی و تارۃ بمعنی الصدیق و الحمیم قال اللہ تعالیٰ یوم لا یغنی مولًی عن مولًی شیئًا معناہ حمیم عن حمیم و صدیق عن صدیق و قرابۃ عن قرابۃ و تارۃ بمعنی السید المعتق و ھو ظاھر و اذا کانت واردۃ لھذہ المعانی فعلی ایھا حملت اما کونہ اولی کما ذھب الیہ طائفۃ او علی کونہ صدیقاً حمیماً فیکون معنی الحدیث من کنت اولی بہ او ناصرہ او وارثہ و عصبتہ او حمیمہ او صدیقہ فان علیًا منہ کذلک و ھذا صریح فی تخصیصہ صلعم لعلی بھذہ المنقبۃ العلیۃ و جعلہ لغیرہ کنفسہ بالنسبۃ الی من دخلت علیھم کلمۃ من التی ھی العموم بما لم یجعلہ لغیرہ انتہیٰ بلفظہ

یعنی حدیث غدیر من کنت مولاہ الخ میں لفظ مَن موجود ہے۔ جو عموم کے لئے موضوع ہے۔ پس یہ مقتضی ہے کہ جس کا رسولؐ مولا ہے علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے اور لفظ مولے قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کبھی تو اولیٰ کے معنے میں آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ ماولیکم النار ھی مولاہ یہاں مولا بمعنی اولیٰ ہے کہیں ناصر کے معنی میں

استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ذالک بان اللہ مولی الذین آمنوا وان الکافرین لا مولی لھم۔ یہاں مراد ہے کہ اللہ ناصر ہے مومنوں کا اور کافروں کے لئے کوئی ناصر نہیں ہے کہیں وارث کے معنے میں آیا ہے ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون یہاں لا سے وارث مراد ہے کہیں عصبہ کے معنی میں وارد ہوا ہے۔ وانی خفت الموالی من ورائی۔ موالی سے یہاں عصبتی مراد ہے کہیں صدیق۔ حمیم کے معنی میں آیا ہے۔ یوم لا یغنی مولًی عن مولًی شیئًا یہاں مولًی عن مولًی سے حمیم عن حمیم اور صدیق عن صدیق مراد ہے۔ اور کبھی سید معتق کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے پس ایسی مختلف المعانی حالت میں لفظ مولے کون سے معنے میں یہاں حدیث غدیر میں مستعمل ہونا چاہئے مگر معنی اولی جیسا کہ ایک گروہ یہی معنے کرتا ہے یا صدیق و حمیم کے معنی کرلے ہیں حدیث غدیر کا مطلب یہ ہوگا کہ جسکے نفس کا اولی بتصرف یا ناصر۔ وارث۔ عصبہ۔ حمیم صدیق میں ہوں پس یہ علیؑ بھی ان سب معنوں میں اس کا مولی ہے۔ اور اس میں صراحت ہے کہ پیغمبر اسلام نے خاص کیا ہے علیؑ کو اس عظیم الشان منقبت کے لئے اور دوسروں کے لئے علی علیہ السلام کو اپنے نفس کی مانند قرار دیا ہے۔ بہ نسبت ان مومنوں کے جن کو کہ من کنت مولاہ میں لفظ من سے یاد کیا ہے جو فائدہ عموم دیتا ہے اور یہ علیؑ کے سوا کسی اور

کو نصیب ہی نہیں ہو سکا۔

فرمایا دوستو! ان مذکورہ دلائل کے بعد کسی متدین مسلمان کو شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ مولیٰ سے اولیٰ بتصرف ہونا ہی حدیث غدیر میں پیغمبر اسلام کا مقصود تھا اور اس مہتم بالشان معنے کی تبلیغ کے لئے ہی مذکورہ سات قرینوں کے ساتھ اعلان اور تبلیغ کرنے کا اہتمام ضروری سمجھا گیا ورنہ دوسرے معنوں کے لئے اس اہتمام کی ضرورت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور آئمہ محدثین اہلسنت نے بلا تکلف تسلیم کر لیا ہے۔ کہ فی الواقعہ حدیث غدیر میں مراد لفظ مولیٰ سے اولیٰ بہ تصرف ہونا علیؑ کا ہے ؎

عبث در معنی من کنت مولاہ میری ہر سو علی مولے باین معنی کہ پیغمبر بود مولے

فرمایا۔ اب ان آئمہ کے نام سناتا ہوں جن حضرات نے مولیٰ کو اولیٰ کے معنے میں تسلیم کر لیا ہے (۱) محمد بن سائب کلبی (۲) ابو زید سعید بن اوس بن ثابت انصاری نحوی (۳) ابو عبیدہ معمر بن مثنے البصری (۴) ابو الحسن سعید بن مسعدۃ الاخفش المجاشعی (۵) احمد بن یحییٰ بن سیار ابو العباس معروف بہ ثعلب (۶) ابو العباس محمد بن یزید الازدی بصری معروف بمبرد (۷) ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الزجاج (۸) ابوبکر محمد بن القاسم معروف بابن الانباری (۹) محمد بن عزیز سجستانی العزیزی (۱۰) ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن علی بن عبد الرمانی (۱۱) ابو النصر اسمٰعیل بن حماد الفارابی الجوہری (۱۲) ابو اسحاق احمد بن محمد ابراہیم الثعلبی النیشاپوری (۱۳) ابو الحسن علی بن احمد الواحدی (۱۴) ابو الحجاج یوسف بن سلیمان بن عیسیٰ السنتمری (۱۵) قاضی ابو عبد اللہ الحسین بن احمد

الزوزنی (۱۶) ابوذکریا یحییٰ بن علی بن محمد بن شیبانی التبریزی (۱۷) حسین بن مسعود الفراء البغوی (۱۸) جار اللہ بن عمر الزمخشری (۱۹) ابوالفرج عبدالرحمن بن علی معروف بابن الجوزی (۲۰) احمد بن الحسن بن احمد الزاہد الدرواجکی (۲۱) نظام الدین حسن بن محمد القمی نیشاپوری (۲۲) ابوسالم محمد بن طلحہ قرشی نصیبی (۲۳) شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی (۲۴) قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (۲۵) احمد بن یوسف بن عبدالکریم الدائم الحلبی معروف بابن السمین (۲۶) محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی۔ (۲۷) جلال الدین احمد الخجندی (۲۸) عبداللہ بن احمد نسفی (۲۹) عمر بن عبدالرحمن قزوینی (۳۰) شیخ نورالدین علی بن محمد المعروف بابن الصباغ مالکی (۳۱) جلال الدین محمد بن احمد المحلی (۳۲) حسین بن علی واعظ کاشفی (۳۳) ابوالسعود بن محمد العمادی (۳۴) سعید چلپی (۳۵) شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی (۳۶) شیخ سلیمان جمل (۳۷) ملا جار اللہ الہ آبادی (۳۸) محب الدین آفندی (۳۹) محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی (۴۰) عبدالرحیم بن عبدالکریم (۴۱) رشید النبی بن حبیب النبی (۴۲) سید مومن بن الحسن مومن سلنجی وغیرہ وغیرہ جنہوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ مولیٰ حدیث غدیر میں بمعنی اولیٰ ہے نہ بمعنی دوست و ناصر وغیرہ کہاں تک اپنے محدثین کی تکذیب کیجئے گا۔

فرمایا۔ عجب تر بات بھی سنو کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی حدیث غدیر میں لفظ مولا کے معنے اولیٰ ہی سمجھے تھے۔

صواعق محرقہ مطبوعہ میمنیہ مصر صفحہ ۲۷ سطر ۲۲ میں علامہ ابن حجر مکی لفظ مولیٰ کو بمعنے اولیٰ حدیث غدیر میں تسلیم کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ بل هوالواقع اذهوالذی فهمه ابوبکر وعمر وناهیك بهما من الحدیث فانهما لما سمعاه قالا له امسیت یاابن ابیطالب مولیٰ کل مومن ومومنة اخرجه الدارقطنی واخرج ایضاً انه قیل لعمر انك تصنع بعلی شیئا لاتصنعه باحد من اصحاب النبی صلعم فقال انه مولای انتہیٰ بلفظ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث غدیر میں یونہی واقعہ ہوا ہے کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی لفظ مولیٰ کے معنے اولیٰ ہی سمجھے ہیں کیونکہ ان دو صاحبوں نے جب یہ حدیث غدیر پیغمبر سے سنی ہے تو دونوں نے کہا ہے اے علیؑ شب کی ہے تم نے جب کہ تم ہر مومن اور مومنہ کے مولیٰ ہوگئے تھے۔ اخراج کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور نیز اخراج کیا ہے یہ بھی کہ حضرت عمر سے کہا گیا کہ آپ علیؑ کی جس قدر عزت کرتے ہیں کیوں کسی اور صحابی رسولؐ کی اتنی عزت نہیں کرتے۔ عمر نے جواب میں کہا انہ مولائی اس لئے ان کی عزت کرتا ہوں کہ وہ میرا مولیٰ ہے۔

فرمایا۔ دوستو! خفا نہ ہونا۔ ایک مثال مشہور ہے کہ بکری نے دودھ تو دے دیا مگر اس میں مینگنیاں بھی ڈال دیں تو بتاؤ وہ دودھ کس کام کا۔ حضرت عمر نے بلاشبہ یہ ضرور کہا ہے کہ علی میرا مولا ہے مگر اس کے بعد وہ عملی صورت میں خود ان کے مولا بن بیٹھے تو بتاؤ اس زبانی عزت کرنے سے کیا حاصل۔

فرمایا جن لوگوں کو مولیٰ کے معنی اولیٰ کرنے سے انکار تھا کاش ان کی

آئمہ اہلسنت سے ان کو شرم دامنگیر ہوئی۔ جن قائلین معنے اولی کے نام میں بیان کر چکا ہوں خاصکر حضرات شیخین کے اعتراف کے بعد تو ان کو اب علیؑ کے مولی بمعنے اولی بتصرف ہونے کا ضرور اقرار کر لینا چاہئے ورنہ اس معنے میں مخالفت شیخین کرنے سے ان کی تسفیہ تحمیق اور تجہیل کے یہ لوگ باعث ہونگے۔

خواص الامہ کے صفحہ ۲۱ سطر ۱۴ میں سبط الجوزی نے لفظ مولی کے ۹ نو معنوں کی حدیث غدیر میں مخالفت کی ہے مگر دسویں معنے اولے کو علیؑ کے حق میں تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ فتعین الوجہ العاشر وهو الاولى ومعناه من كنت اولى به من نفسه فعلى اولى به وقد صرح بهذا المعنى الحافظ ابو الفرج يحيى بن السعيد الثقفى الاصبهانى فى كتابه المسمى به مرج البحرين فانه روى هذا الحديث باسناده الى مشايخه وقال فيه فاخذ رسول الله صلعم بيد على عليه السلام فقال من كنت وليه واولى به من نفسه فعلى وليه فعلم جميع المعانى راجعة الى الوجه العاشر ودل عليه ايضاً قوله عليه السلام الست اولى بالمومنين من انفسهم وهذا نص صريح فى اثبات امامة وقبول طاعته انتہى بلفظہ

یعنی جب کہ حدیث غدیر میں نو وجہیں مذکورہ صحیح نہیں تو پھر مولی کے دسویں معنی ہی درست ہوئے۔ جس سے مراد علیؑ کا اولی بتصرف ہونا ہے اور معنے حدیث کے یوں

ہونگے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا جس کے نفس پر میں اولیٰ ہوں اس کے نفس پر علیؑ بھی اولیٰ ہے۔ یہ تحقیق کہ اسی معنے کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابوالفرج یحییٰ بن سعید ثقفی اصفہانی نے اپنی کتاب مرج البحرین میں کہ اس نے روایت کی ہے اس حدیث کو اپنی اسناد سے اپنے مشائخ کی طرف اور کہا ہے۔ اس میں پیغمبر اسلام نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہے کہ جس کے نفس پر میں اولیٰ متصرف ہوں یہ علیؑ بھی اس کا ولی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ لفظ مولیٰ کے جملہ معانی میں سے دسویں وجہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی پر پیغمبر صلعم کا قول بھی دلالت کرتا ہے جو انہوں نے فرمایا تھا کہ آیا میں مومنوں کی جانوں پر اولیٰ متصرف نہیں ہوں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کی اثبات امامت اور قبول طاعت پر نص صریح ہے ؛

فرمایا دوستو! کیا اب بھی تم کہہ سکتے ہو کہ اس کے بعد بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب کافی سے زیادہ اس پر میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ محققین کے لئے اب مناسب یہی ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان پیش کردہ دلائل میں نظر غائر ڈالیں۔ اور محولہ کتابوں میں اصل عبارتیں پڑھ کر حق کی متابعت کریں کیونکہ نجات صرف تمسک حق پر ہی منحصر ہے۔ وماذا بعد الحق الا الضلال ؛

حدیث غدیر کے صحیح ہونے پر آئمہ محدثین اہلسنت کا اقرار

فرمایا۔ دستو عزیز یاد رکھو یہ حدیث غدیر جس کی تبلیغ اس قدر اہتمام کے ساتھ کی گئی ہو اس کی شہرت اور تواتر لفظی و معنوی سے کون ناواقف رہ سکتا ہے یہ حدیث اس قدر طرق کثیرہ سے روایت ہوئی ہے کہ بعض مشہور اور ثقہ محدثین اہلسنت نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کیں ہیں۔

فرمایا کہ سب سے اول امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید طبری المتوفی ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے جن کی نسبت امام سیوطی کتاب التنبیہ میں یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ لکھتے ہیں قال ابن خزیمہ ما اعلم علی الارض اعلم من جریر اس حدیث کو پچہتر طریقوں سے روایت کرکے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور نام کتاب الولایت رکھا ہے جس کے کثرت طرق کو دیکھ کر امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا وقفت علیہ فاندھشت لکثرۃ طرقہ یعنی اس حدیث غدیر کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔

ارشاد کیا اور سنئے حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان العقدی الکوفی معروف با بن

عقدہ نے جن کے علم و فضل کی شہادت حافظ خطیب اپنی تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں ۳۳۰ھ میں حدیث غدیر کو روایت کیا چنانچہ حافظ ابن حجر اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ - انہ حدیث صحیح لا مرتیہ فیہ وقد اخرجہ جماعتہ کالترمذی والنسائی واحمد وکثیر الطرق جدا وقد استوعبہا ابن عقدہ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحاح وحسان یعنی حدیث غدیر صحیح ہے کہ کوئی شبہ اس میں نہیں اور اس کو ایک جماعت ترمذی نسائی اور احمد جیسوں نے تخریج کیا ہے اور اس کے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اس کے طریقوں کو جمع کیا ہے جس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں

مرزا محمد معتمد خاں - نزل الابرار میں حدیث غدیر کے متعلق فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے - اس کی صحت میں متعصب منکر کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین المطالب میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنے والے کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ علم حدیث سے بے خبر ہے حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل تذکرہ صاحب مستدرک فرماتے ہیں - حدیث غدیر کے لئے بہت بطریقے ہیں - میں نے ایک مستقل رسالہ میں تفرید کی ہے -

ملا علی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں بے شک یہ حدیث (غدیر) صحیح ہے جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں - بعض حافظوں نے اس کو متواترات میں سے شمار کیا ہے ۔

حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی اربعین میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غدیر آنحضرت صلعم سے متواتر روایت ہوئی ہے۔

علامہ ضیاء الدین صالح بن مہدی المقبلی کتاب الحاث مسدوہ میں فرماتے ہیں۔ حدیث غدیر ان احادیث میں سے ہے جو نہایت صحیح اور متواتر روایات ہیں۔

عبد الرؤف مناوی تیسیر شرح جامع الصغیر مصنفہ سیوطی میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث متواتر ہے۔

حافظ نورالدین حلبی کتاب انسان العیون میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ جنہوں نے قدح کی ہے ان کے اقوال قابل التفات نہیں ہیں۔

حافظ احمد بن محمد العاصمی کتاب زین المفتی میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل موافق ہے۔

حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی کتاب صراط السوی میں فرماتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

حافظ ابوالقاسم فضل بن محمد فرماتے ہیں جیسا کہ فقیہ ابن مغازلی اپنے مناقب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی

ایک جماعت نے مثل ترمذی نسائی اور امام احمد حنبل کے اس کی تخریج کی ہے اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں ؛
مرزا مخدوم بن میر عبد الباقی نواقص الروافض میں کہتے ہیں کہ اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھ سے اس کا ملحض بیان کرتا ہوں ؛
محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر یمنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے۔
علامہ محمد صدر عالم کتاب معارج العلیٰ میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو حدیث من کنت مولاہ حافظ سیوطی کے نزدیک متواترات سے ہے۔ جیسا کہ صاحب موصوف نے قطب الازہار میں لکھا ہے۔ میں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کرکے دکھاتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو۔ الخ
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول میں رقمطراز ہیں کہ ایں حدیث بدرجہ تواتر رسیدہ است وارسی کس اصحاب ازانہا علی وابوب وزید بن ارقم وبراء بن عازب وعمر وانس وجریر بن عبد اللہ البجلی ومالک بن حویرث وابوسعید الخدری وطلحہ وابو طفیل وحذیفہ بن الاسید وغیرہ مروی گشتہ وجمہور محدثین ایں حدیث را در صحاح وسنن ومسانید روایت کردہ اند۔ انتہٰی
پھر فرمایا! سنتے ہو علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی المتوفی ۴۷۰ھ نے بھی حدیث غدیر کے اسناد کو ایک بارہ جز کے رسالہ میں جمع کرکے اس کا نام دعاۃ الھداۃ الی اداحق الموالاۃ

رکھا ہے ۔

فرمایا علامہ ابو سعید مسعود بن ناصر السنجری السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے بھی حدیث غدیر کو ایک سو بیس صحابہ سے روایت کر کے سترہ جز کا رسالہ لکھا اور اس کا نام درآیہ حدیث الولایہ رکھا ۔

فرمایا اسی طرح حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے ایک رسالہ میں حدیث غدیر کے طریقوں کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طریق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً

ارشاد کیا کہ ابن کثیر شامی ابو المعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یتعجب ویقول شاھدت مجلداً ببغداد فی ید صحاف فیہ روات ھذا الخبر مکتوباً علیہ المجلد الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی ابو المعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحاف کے پاس اس حدیث غدیر کی روات کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اس پر لکھا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے ۔ اس کے بعد انتیسویں جلد لکھی جائیگی ۔

فرمایا دوستو! ان تمام شواہد کثیرہ اور دلائل وغیرہ کے بعد کوئی کور باطن ہی ایسا ہوگا جو اپنے تمام ان آئمہ محدثین اہل سنت کی تکذیب تجہیل اور تسفیہ کرکے حدیث غدیر کی صحت سے انکار کردے اور اس طرح وہ خود

اپنی جہالت مرکبہ اور عناد آل محمد علیہم السلام پر مہر کرکے خسر الدنیا و الآخرہ کا مصداق ہو گا۔

حدیث غدیر پر علی علیہ السلام کا استشہاد کرنا

فرمایا دوستو یاد رکھو اکہ رحبہ میں امیر المومنین علیہ السلام کا حدیث غدیر پر استشہاد بھی ثبوت حدیث غدیر کے لئے حجت قاطعہ ہے جس کو عموماً محدثین نے ذکر کیا ہے:

مسند امام حنبل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۶ سطر ۱۷ میں مرقوم ہے۔ بروایت سماک بن عبید بن الولید العبسی کہ اس نے کہا میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر داخل ہوا۔ پس اس نے حدیث کی اور مجھے خبر دی انہ شھد علیاً فی الرحبۃ قال انشد اللہ رجلاً سمع رسول اللہ صلعم وشھدہ یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم الا من قد راہ فقام اثنا عشر رجلاً فقالوا قد رأیناہ وسمعنا حیث اخذ بیدہ و یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ فقام الا ثلثہ لم یقوموا فدعی علیھم فاصابتھم دعوتہ انتہیٰ بلفظ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مقام رحبہ میں طلب شہادت کی حدیث غدیر پر کہ جس شخص نے بروز غدیر خم پیغمبر سے یہ حدیث سنی ہو بیان کرے پس بارہ آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہم نے دیکھا اور سنا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر

فرمایا تھا غدیر کے روز کہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے الخ
پس تین آدمی شہادت کے لئے کھڑے نہیں ہوئے۔ پس علیؑ نے
ان کے لئے بددعا کی اور بددعا میں وہ مبتلا ہو گئے۔

شواہد النبوت مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی سنہ ۱۳۲۰ھ صفحہ ۲۰۵ میں مُلّا
جامی رقمطراز ہے کہ واز آں جملہ آنست کہ روزے بر حاضران مجلس سوگند
داد کہ ہر کہ از رسول صلعم شنیدہ است کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
گواہی دہد دوازدہ تن از انصار حاضر بودند گواہی دادند یکے دیگر کہ
آں را از رسول اللہ صلعم شنیدہ بود حاضر بود اما گواہی نہ داد حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلاں تو چرا گواہی نہ دادی باآنکہ تو ہم شنیدہ
گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام۔ امیرؑ گفت کہ خداوندا اگر ایں
شخص دروغ می گوید سفیدہ بر بشرہ وے ظاہر گرداں کہ عمامہ ان را
نپوشد۔ راوی گوید کہ واللہ من آں شخص را دیدم کہ سفیدی بر میان دو
چشم وے دراں ساعت آمدہ بود واز آں جملہ آنست کہ زید بن ارقم
رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من در ہماں مجلس یا مثل آں حاضر بودم و من
نیز از انجملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی نہ دادم و آں را پنہاں داشتم
خدائے تعالیٰ چشم مرا ببرد و گویند کہ ہمیشہ بر فوت آں شہادت اظہار
ندامت می کرد واز خدای تعالیٰ آمرزش میخواست" انتہیٰ بلفظہ

فرمایا دوستو حیف صد حیف کیا ہو گیا ان لوگوں کو جو حق کو یوں
صریح بھی لکھ دیتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ اب تم ہی غور کرو
کہ ملا جامی کی اس عبارت سے کیا نتیجہ ہوا یہی نا کہ سنیوں کا بنایا ہوا
کلیہ کہ الصحابۃ کلہم عدول بالکلیہ ٹوٹ گیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ

کوئی شخص کتمان شہادت حقہ کرے اور عتاب و تحذیر آیت کا تکتموا الشہادۃ سے مطلق نہ ڈرے اور اس گناہ عظیم کے سبب سے عذاب میں بھی مبتلا ہو جائے اور یہ عذاب نابینائی کی صورت میں ظاہر ہو جائے اور پھر عدالت اس کی بھی قائم رہے (حاشا وکلا)

فرمایا یہ بات نظر انداز نہ کیجئے گا کہ یہ کون سا کتمان ہے۔ یہ کتمان حدیث پیغمبر اسلام ہے جس کا فرمان وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے موصوف ہے پس اس شہادت حدیث کا کتمان در حقیقت وحی خدا کا کتمان ہے جس کی سزا قرآن مجید میں موجود ہے الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون یعنی جو لوگ کہ چھپاتے ہیں اس کو جو نازل کیا ہے ہم نے روشن دلیلوں سے اور ہدایت سے بعد اس کے کہ بیان کر دیا ہے اس کو واسطے لوگوں کے کتاب میں ان پر لعنت کرتا ہے خدا اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے ؛

فرمایا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرور بعض صحابہ حق جناب امیر علیہ السلام کا اخفاء اور کتمان کرتے رہے ہیں اور اس بات میں وہ مطلقاً خدا سے نہیں ڈرے اور اس طرح عوام کی زبان بندی کی غرض سے اجماع کا ڈھانچ کھڑا کر کے علیؑ کی خلافت منصوصہ خدا اور رسولؐ کے غاصب بن بیٹھے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؛

امام نسائی نے بارہ کی تعداد لکھی ہے بعضوں نے آٹھ صحابی لکھے

ہیں اور بعض محدثین نے چالیس کی تعداد بیان کی ہے۔ ان میں انس بن مالک کا نام بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسی کی پیشانی پر مرض برص کتمان شہادت پر حضرت علیؑ کی بددعا سے ظاہر ہوا تھا۔ زید بن ارقم اور جمیع بن عمیر دونوں نابینا ہوگئے۔ اشعث بھی مبتلا عذاب ہوا۔ براء بن عازب عزیزوں سے مہاجرت اور غربت کی موت کربت میں مبتلا ہوا۔ ایک نفر مرض جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہوا۔ اور ایک دوسرا شخص قتل اور جنگ وخون میں ہلاک ہوگیا۔ غرض یہ اٹھارہ نفر کا کتمان شہادت مختلف مصیبتوں اور عذابوں میں گرفتار ہوئے یہ ہے کتمان حق کا نتیجہ۔ ہم سب کو اس مرض کتمان حق سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔

آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

فرمایا دوستو! آیت تبلیغ (یا ایہا الرسول بلغ الخ) اور حدیث غدیر کا آغاز تو تم سن چکے اب اس کا انجام بھی سن لو کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام جب بحکم (بلغ ما انزل الیک من ربک الخ) حدیث غدیر تبلیغ کر چکے تو اسی وقت حضرت جبرئیل رب جلیل کی طرف سے نازل ہوئے آداب رسالت کو ادا کرنے کے بعد کہا ان اللہ تبارک و تعالیٰ یقرئک السلام ویخصک بالتحیۃ والاکرام ویقول کہ

حضور خداوند علاّم بعد تحفۂ تحیہ وسلام کے فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کہ حضور بس آج کے روز (۱۸ ذی الحجہ) کو میں نے تیرے دین کو کامل کر دیا تمہارے لئے دین و دنیا کی سب نعمتیں کامل پوری کر دیں اور میں تمہارے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔ پیغمبر اسلام فوراً سجدہ میں گر پڑے اور حسب ذیل الفاظ میں ان غیر متناہی خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء ربی برسالتی وولایۃ علیؑ ابن ابی طالب یعنی شکر ہے خدا کا کہ اس نے دین اسلام کو کامل کر دیا اور نعمتوں کو پورا کیا اور میری رسالت اور علیؑ بن ابی طالب کی خلافت، امامت اور ولایت کے تبلیغ ہو جانے پر وہ راضی ہوگیا اور خوشنود ہوگیا۔

تفسیر درمنثور جلد دوم مطبوعہ مصر ص۲۵۹ سطر ۲ میں امام جلال الدین سیوطی بروایت ابی سعید خدری حسب ذیل رقمطراز ہیں قال لما نصب رسول اللہ صلعم علیاً یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبریل علیہ السلام بھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ۔ انتہی بلفظہ یعنی کہا ابوسعید خدری نے جبکہ پیغمبر اسلام نے غدیر خم کے روز علی علیہ السلام کو خلافت اور ولایت کے لئے نصب کیا ہے اور پیغمبر صلعم نے جب ان کی ولایت کا اعلان کیا ہے تو فوراً ہی جبرئیلؑ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم لے کر حضور پیغمبر پر نازل ہوئے ہیں۔

ایضاً ص۲۵۹ سطر ۱۳ ابوہریرہ سے نقل کیا ہے قال لما کان

یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللّٰہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ انتھیٰ بلفظہ یعنی ابوہریرہ نے کہا ہے کہ غدیر خم کے روز جو کہ اٹھارہ تاریخ ذی الحجہ کو تھا۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ پس اسی روز خدائے تعالیٰ نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل کی۔

ارشاد کیا۔ دوستو! سنتے ہو چھپانے سے کہیں حق مخفی رہ سکتا ہے۔ قدرت نے مخالفین کے ہاتھوں سے ہی حق کو کس کس رنگ میں ظاہر کر دیا۔ واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ؛

فرمایا یہ آیت اکمال دین و اتمام نعمت کوئی معمولی آیت نہیں ہے اس میں غور کرو کہ خدا نے اس آیت کو کلمہ "الیوم" سے شروع کیا ہے جس کے معنی ہیں خاص آج کے روز اور ابوہریرہ کی مذکورہ روایت میں الیوم کی تشریح میں ۱۸ ذی الحجہ کی تاریخ مقرر بیان کی گئی ہے جس روز پیغمبر صلعم نے علی کی خلافت کا اعلان کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوا کہ علیؑ کی خلافت اور اعلان ہونے پر دین کامل ہوتا۔ نعمتوں کا پورا ہونا۔ اسلام سے راضی ہونا خدائے تعالیٰ نے ظاہر کیا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لازماً اعلان خلافت علی علیہ السلام سے پہلے نہ تو دین ہی کامل تھا اور نہ نعمتیں پوری ہو چکی تھیں اور دین کے ناقص ہونے کی وجہ سے خدا بھی دین ناقص سے راضی نہ تھا ورنہ باعتراف آئمہ اہلسنت اس خاص تبلیغ کے موقعہ پر یہ آیت کیوں نازل ہوئی ؟

فرمایا۔ پس سمجھ لو کہ اس میں بالصراحت دلالت ہے کہ جو کچھ کمی

پیغمبر اسلام کی وفات تک دین اسلام میں رہ گئی تھی وہ صرف علیؑ کے تقرر خلافت نے بنص الآیات اس کو پورا کردیا۔ پس کامل الدین صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے اکمال دین کے باعث کو مان لیا ہے اور جس نے اس کو انکار کردیا وہ لازماً کامل الدین نہیں رہا۔

ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۲ میں امام الشیخ سلمان قندوزی حنفی شان نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم بروایت امیرالمومنین علیؑ لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا قال صلعم اتعلمون ان اللہ عزوجل مولای وانا مولی المومنین فانا اولی بھم من انفسھم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال اخذ بیدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام سلمان وقال یا رسول اللہ ولاء علی ماذا قال ولائہ کولائی من کنت اولی بہ من نفسہ فعلی اولی بہ نفسہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال صلعم اللہ اکبر باکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء ربی برسالتی وولایۃ علی بعدی قالوا یا رسول اللہ ھذہ الآیات فی علیؑ خاصۃ قال بلی فیہ وفی اوصیای الی یوم القیمۃ قالوا بینھم لنا قال علی اخی ووارثی ووصی وولی کل مومن بعدی ثم ابنی الحسن ثم الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن معھم وھم مع القرآن لا یفارقونہ ولا یفارقھم حتی یردوا علی الحوض۔ انتہی بلفظہ

یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ خدا میرا مولیٰ اور میں مومنوں کا مولیٰ ہوں اور میں ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ اولیٰ ہوں سب نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ پس میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں یہ علیؑ بھی اسکا مولیٰ ہے۔ خدایا تو دوست رکھ اس کے دوست رکھنے والے کو اور دشمن رکھ اس کے دشمن رکھنے والے کو پس سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسولؐ ولاء علیؑ سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اے سلمان اس کی ولاء میری ولاء کی طرح جس کے نفس پر میں اولیٰ بتصرف ہوں علیؑ بھی اولیٰ بتصرف اس کے نفس پر ہے۔ اس وقت آیت۔۔ اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی اس پر رسول اللہ صلعم نے کہا خدا بزرگ ہے جس نے دین کو کامل کیا اور نعمتیں پوری کیں اور راضی ہؤا خدا میرا میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر جو بعد میرے ہے۔ اس وقت لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ آیتیں کیا خاص علیؑ کے حق میں اتری ہیں اور قیامت تک جو لوگ میرے اوصیاؑ ہیں ان کے حق میں اتری ہیں۔ لوگوں نے کہا حضور ان اوصیاء کو ظاہر کر دیجئے فرمایا وہ علیؑ ہیں جو بھائی وارث اور وصی ہیں میرے اور متولی و مولیٰ ہیں ہر مومن کے بعد میرے ان کے بعد میرا بیٹا حسنؑ ہے ان کے بعد میرا بیٹا حسینؑ ہے ان کے بعد اولاد حسینؑ نو فرزند ہیں جن کے ہمراہ قرآن ہے اور وہ قرآن کے ہمراہ ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہنچ جائیں۔

فرمایا دوستو! اس سے زیادہ وضاحت کیا ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا مسلّم امام حنیفی ایسی واضحۃ الدلالت حدیث درج کرجاتے ہیں کہ جس سے باطلہ خلافت کے تمام منصوبوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور وصایت رسول اسلام علیہ وآلہ السلام کے حقدار نام بنام الی القیامت ثابت ہوجاتے ہیں کہ آئندہ شک وشبہ کی گنجائش ہی مسئلہ خلافت رسول میں باقی نہیں رہتی جس کے بعد ہر متدین محقق کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ پیغمبرؐ اسلام کے خود مقرر کردہ اپنے خلیفے جانشین وصی اور ولی عہد علیؑ سے مہدیؑ تک بارہ کی تعداد میں جب موجود ہیں تو اجماعی ڈھکوسلہ کے مصنوعی خلیفے ان کے مقابلہ میں جانشینی پیغمبر اسلام کے کسی طرح حقدار نہیں ٹھہر سکتے اور اس کا علم حاصل ہوجانے کے بعد بھی ان مصنوعی خلیفوں سے کسی کا حسن ظن رکھنا خدا کی قسم سخت گناہ اور دانش مندی کے سراسر خلاف ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے بعد تمہارا ضمیر خود تم کو تمسک حق اور ترک باطل کے لئے مجبور کریگا اور جاء الحق وزھق الباطل کا پورا نظارہ دکھا دے گا۔

ما نزل من القرآن فی علیؑ میں امام حافظ ابونعیم نے ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے۔ ان رسول اللہ صلعم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم ذالک یوم الخمیس فدعا علیاً فاخذ بضبعیہ فرفعہ حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلعم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت ھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ فقال

رسول اللہ صلعم اللہ اکبر علیٰ اکمال الدین واتمام النعمتہ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلیؑ ابن ابیطالب

یعنی غدیر خم کے روز پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم کیا۔ وہاں سے کانٹوں کو جھاڑو سے دور کیا گیا۔ پھر آپ نے علیؑ کو بلوا کر ان کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھایا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے حضرتؑ کے بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولی ہے۔ ابھی لوگ متفرق اور منتشر نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت اکمال دین نازل ہوئی۔ کہ آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب پیغمبر صلعم نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہوجانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت سے خدا کے راضی ہونے پر

عن ابی ھریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وھو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بید علیؑ فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا نعم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا علیؑ ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم ومن صام ذالک الیوم کتب لہ صیام ستین شھرا اخرجہ ابن مغازلی وابوالفتح محمد بن علی۔

ابراہیم الطنزی)
یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو جو غدیر خم کا روز ہے جبکہ آنحضرتؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں اور لوگوں نے عرض کیا بے شک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے اور عمر بن الخطاب کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالبؑ کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولیٰ بن گیا ہے۔ اسوقت خدا نے یہ آیت اکمال الدین کہ ۱۸ ذی الحجہ کو میں نے کامل کیا ہے۔ تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی ہے۔ تم پر اپنی نعمتیں اس روز جو روزہ رکھے اس کے لئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔

امام صالحانی نے بھی آیت اکمال الدین کے شان نزول میں مجاہد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ قال نزلت ھذہ الایۃ بغدیر خم یعنی یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ غدیر خم میں نازل ہوئی ہے

خواص الامہ مطبوعہ ایران ص۱۸ سطر۷ میں علامہ سبط جوزی لکھتا ہے۔ لما قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ نزل قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنی جس وقت پیغمبر صلعم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے اس وقت آیت اکمال دین نازل ہوئی۔

فرمایا سننے ہو دوستو؟ اگر ہر ایک محدث کی عبارت پڑھکر سناتا جاؤں تو

طول ہوگا۔سب محدثین نے شان نزول اس آیت اکمال دین کا یہی لکھا ہے ان کی تعداد بکثرت ہے مگر ان میں (۱) احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصفہانی (۲) امام حافظ ابونعیم اصفہانی (۳) موفق بن احمد معروف باخطب خوارزم (۴) محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی (۵) ابو حامد بن محمد بن حسین بن یحییٰ صالحانی (۶) ابراہیم بن المؤید الحموینی (۷) ابن عساکر (۸) امام ثعلبی۔ (۹) ابوالقاسم حسکانی (۱۰) حافظ ابن عقدہ (۱۱) امام جوزی (۱۲) ابن المنذر (۱۳) امام حافظ ابن عقدہ وغیرہ وغیرہ ان میں ممتاز اور قابل ذکر لوگ ہیں

ارشاد کیا عزیزو! اب اس سے ایک محقق آدمی تعصب کو چھوڑ کر اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو ایسا ہی عظیم الشان جلیل المرتبہ امر واقع ہوا ہے جس کی وجہ ۱۸ تاریخ کو اکمال دین اتمام نعمت اور پروردگار کی خوشنودی دین اسلام سے حاصل ہوتی ہے چونکہ باعتراف آئمہ محدثین اہلسنت اس مذکورہ تاریخ کو سوائے امامت خلافت اور ولایت عہد امیر المومنین علی علیہ السلام کے یقیناً اور کوئی امر وقوع میں نہیں آیا ہے۔ اس لئے اب ثابت ہوا کہ توحید اور نبوت کے بعد امامت وخلافت مرتضیٰ علی علیہ السلام اصل فخیم اور رکن عظیم ارکان اصول دین سے ہے۔ ورنہ اس کے تقرر وتعین پر ایسی عظیم الشان بشارت کیوں نازل ہوتی۔

فرمایا۔ یاد رکھو کہ اس وقت بحکم پیغمبرؐ ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ جس میں علیؑ بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک صحابی اندر جاتا اور علیؑ کے ہاتھ پہ بیعت کر کے باہر چلا آتا۔ اول من بایع عمر ثم ابوبکر ثم عثمان ثم طلحہ ثم زبیر۔ کانوا یبایعون ثلاثۃ ایام متوالیۃ یعنی

سب سے پہلے جس نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ عمر خطاب تھے۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر نے بیعت کی۔ ان کے بعد حضرت عثمان پھر طلحہ اور زبیر نے بھی بیعت کی اور یونہی تین دن اور رات بیعت ہوتی رہی۔

فرمایا عزیزو! اس قدر وضاحت کے بعد اب علی علیہ السلام کی خلافت اور ولی عہدی میں کسی بے تعصب منصف عقلمند کو قطعاً شبہ باقی نہیں رہ سکتا جو اس قدر وضاحت اور صراحت کے بعد بھی اجماعی خلافت کو علیؑ کی منصوصی خلافت پر ترجیح دے سکے۔ اس عظیم الشان اہتمام کو جو خدا کی طرف سے جبریل کے ذریعہ رسول اسلام علیہ وآلہ السلام نے علیؑ کی جانشینی اور ولی عہدی میں بذات خاص کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اجماعی خلافت کا ڈھکوسلہ کسی طالب نجات کی مبصر نظر میں اب وقیع نہیں ہوسکتا آپ دیکھیں گے کہ آج کی اس تقریر کے بعد جو لوگ کہ حقیقت مرتضویہ اور حقیقت علویہ کو نصوص قطعیہ قاطعہ مذکورہ سے سمجھ گئے ہیں اب وہ علیؑ اور آل علیؑ کے سوا دنیا میں دین کا خلیفہ اور امام کسی اور کو قطعاً نہیں سمجھیں گے۔ آئندہ ان کا اعتقاد حسب ذیل ہوگا:

زمشرق تا بمغرب گر امام است
علیؑ و آلِ او ما را تمام است

؎

آیت سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ پ ۲۹ ع ۷

فرمایا سنتے ہو؟ یہ آیت مجیدہ سَاَلَ سَائِلٌ الخ اکابر آئمہ محدثین اور مفسرین اہلسنت کے اعتراف کے مطابق حرث بن نعمان فہری کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تذکرہ خواص الامہ مطبوعہ ایران ص۱۹ سطر ۱ میں امام سبط جوزی نے حسب ذیل اس کا شان نزول نقل کیا ہے

ان النبی صلعم لما قال لھا فی الاقطار وشاع فی البلاد والامصار فبلغ ذالک الحرث بن النعمان الفھری فاتاہ علی ناقتہ فاناخھا علی باب المسجد ثم عقلھا وجاء ودخل فی المسجد فجثا بین یدی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد انک امرتنا ان نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا منک ذلک وانک امرتنا ان نصلی خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ ونصوم رمضان ونحج البیت ونزکی اموالنا فقبلنا منک ذالک ثم لم ترض بھذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک وفضلتہ علی الناس وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھذا منک او من اللہ فقال رسول اللہ صلعم وقد احمرت عیناہ واللہ الذی

لا الہ الا ھو انہ من اللہ ولیس منی قالھا ثلاثاً فقام الحرث
وھو یقول اللھم ان کان ما یقول محمد حقاً فارسل
من السماء علینا حجارۃ اوائتنا بعذاب الیم قال فواللہ
ما بلغ ناقتہ حتی رماہ اللہ من السماء بحجر فوقع علی
ھامتہ فخرج من دبرہ ومات وانزل اللہ تعالیٰ سئل
سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع انتہیٰ بلفظہٖ

یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے بروز غدیر خم علیؑ کے متعلق فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی تو حرث بن نعمان فہری یہ سُن کر پیغمبر صلعم کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا۔ یا محمدؐ آپ نے ہمیں لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کے لئے حکم دیا۔ ہم نے اس بات کو آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے پانچ نمازوں کا حکم روزانہ ہمیں دیا۔ وہ ہم نے آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے ہم کو ماہ رمضان کے روزوں کے لئے حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے ہم کو حج کرنیکا حکم دیا وہ بھی قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لئے حکم دیا۔ ہم نے وہ آپ کا فرمان قبول کیا۔ اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا۔ آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے یہ سُن کر پیغمبر صلعم کی آنکھیں غصہ سے سرخ

ہو گئیں اور فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے۔ حرث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلعم فرماتے ہیں سچ ہے کہ تو نے مولی بنایا تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا۔ جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا خدائے تعالی نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور مقعد کی راہ سے نکل گیا پس خدائے تعالے عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی جس کے معنی یہ ہیں کہ مانگا ایک سائل نے عذاب کو کہ وہ کافروں کے لئے ہونے والا ہے اس کو کوئی دفع کرنیوالا نہیں جو عذاب اللہ کی طرف سے ہو۔

فرمایا امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو سفیان بن عیینہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور اس میں حسب ذیل عبارت ابتداء روایت میں مرقوم ہے ان سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ تعالی سَاَلَ سائل بعذاب واقع الخ فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سئلنی احد قبلک حدثنی الامام ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلعم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علیؑ وقال من کنت مولاہ الخ یعنی سفیان بن عیینہ سے کسی نے آیت سَاَلَ سائل کے متعلق پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ سفیان نے جواب میں کہا کو تو نے مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی

نے نہیں پوچھا۔ امام ابوجعفر محمد باقر علیہم السلام اپنے آباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آں حضرت صلعم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا ہے تو یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی۔ اس کے بعد مذکورہ پوری حدیث جو اس کے شان نزول میں تذکرہ خواص الامہ سے ہیں بیان کر چکا ہوں مرقوم ہے۔

فرمایا۔ کیوں دوستو۔ غور کرو آپ نے کہ اس حدیث سے اب صاف ثابت ہوا کہ علیؑ کا ولی عہد اور مولی المومنین قرار پانا پیغمبر اسلام کی صرف اپنی خواہش پر مبنی نہیں تھا کیونکہ رسول صادق امین صلعم کے یہ الفاظ کہ واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من اللہ ولیس منی تین مرتبہ فرمانا کہ قسم ہے خدا کی علی خدا کے حکم سے میرا ولیعہد بنایا گیا ہے۔ میری طرف سے نہیں بلافصل خلافت علی علیہ السلام پر قیامت تک گواہ ہے۔ اس شہادت کے بعد بھی جو شخص کسی غیر کی خلافت کا معتقد ہوگا۔ لازماً وہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تکذیب اور خدا کے عصیان کا مرتکب ہوگا۔ وما لہ فی الاخرۃ من نصیب

فرمایا۔ پس یاد رکھو کہ اس میری تقریر کا ماحصل یہ ہوا کہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ بلا فصل خلیفہ رسول تھے ان کے سوا مصنوعی خلفاء میں سے کوئی شخص بھی خلیفہ رسول نہیں ہے ابوبکر تو باعتراف خود خالفہ بعد از رسولؐ ہے اور عمر باعتراف خود لا علم ہے۔ اس سے کہ وہ کہتا ہے آیا وہ خلیفہ ہے یا بادشاہ جیسا کہ یہ دونوں امر اکابر آئمہ محدثین اہلسنت نے لکھ دیے ہیں سامعین کے ازدیاد معلومات کی غرض سے دونوں حوالے پیش کرتا

ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں۔

مجمع بحار الانوار مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۳۷ سطر ۲ میں الامام العلامہ الشیخ محمد طاہر حضرت ابوبکر سے نقل کرتے ہیں وفی ح الصدیق قال لہ اعرابی انت خلیفۃ النبی صلعم فقال لا انا الخالفۃ بعدہ الخلیفۃ بقوم مقام الذاھب و یسد مسدہ والخالفۃ والخالف من لا غناء عندہ ولا خیر فیہ انتھی بلفظہ

یعنی حضرت ابوبکر سے منقول ہے کہ ان سے ایک اعرابی نے کہا۔ کیا پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے خلیفہ تم ہو ابوبکر نے جواب میں کہا میں خلیفہ رسول نہیں ہوں۔ بلکہ خالفہ ہوں بعد ان کے امام طاہر فرماتے ہیں خلیفہ وہ ہوتا ہے جو چلے جانے والے کی جگہ قائم مقام ہو اور وہی سب کام کرے جو کچھ کہ وہ جانے والا کیا کرتا تھا اور خالفہ وہ ہوتا ہے جس سے لوگ بے نیاز نہ ہو سکیں۔ اور نہ اس کے وجود میں خیر و برکت ہو۔

ابن اثیر جزری نے بھی کتاب نہایہ میں عیناً یہ روایت لفظ خلف کی نعت میں نقل کی ہے جس سے ابوبکر کا اپنی خلافت سے انکار کرنا اور اپنا خالفہ ہونا صریح لفظوں میں مذکور ہے۔

فرمایا یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت اور خلافت کے متعلق حسب ذیل رائے قائم کی ہے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور ص۶۳ سطر ۸ میں امام سیوطی نے حضرت عمر کی رائے کو یوں ظاہر کیا ہے ان بیعتہ ابی بکر کانت فلتۃ الا وانھا کانت کذلک الا ان اللہ وقی شرھا۔ یعنی بہ تحقیق

کہ ابوبکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے ناگہانی واقعہ ہوگئی کیا ایسا نہیں ہے یعنی ضرور ایسے ہی واقعہ ہوگئی ہے مگر یہ کہ خدا نے اسکے شر سے محفوظ رکھا۔

کتاب الملل والنحل مطبوعہ بولاق مصر کے ص۷ سطر ۱۳ میں امام شہرستانی نے حضرت عمر کی شہادت کو حسب ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے ان بیعت ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ۔ انتہی ملبفظہ صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ہشتم کتاب المحاربین ص۲ سطر ۲۶ میں حلف اور قسم کے ساتھ واللہ ماکانت بیعتہ ابی بکر الافلتۃ مرقوم ہے یعنی خدا کی قسم ابوبکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے ناگہانی واقع ہوگئی۔ خدا نے اس کے شر سے بچایا فرمایا اگر وہ بیعت باعتراف حضرت عمر شر تھی تو کیوں سب سے پہلے خود حضرت عمر نے اس شر کی بیعت کر کے عامہ مسلمین کو اس شر میں مبتلا کر دیا اور اسلام کو اس وجہ سے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ فرمایئے اس کا وبال کس کے ذمہ ہوا حضرت عمر بیعت کرنے اور کرانے والے کے ذمہ (جس نے واجب التعظیم لوگوں کے مکانوں کو آگ سے جلا کر بیعت کرائی)، یا حضرت ابوبکر کے ذمہ جس کی بیعت باوجود شر ہونے کے کی گئی اور اس نے اس وقت تو بیعت کرانے سے انکار نہ کیا مگر بعد میں اپنی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے اقالہ خلافت کی درخواست کی۔ جیسا کہ سر العالمین مطبوعہ بمبئی مقالہ رابعہ ص۱ سطر ۱ میں امام غزالی نے حضرت ابوبکر کا قول اس طرح درج کیا ہے وقول علی منبر رسول اللہ صلعم اقیلونی فلست بخیر کم ملبفظہ یعنی ابوبکر نے

منبر رسول خدا صلعم پر کہا ہے کہ اے لوگو مجھے اقالہ کر دو خلافت سے کہ میں تم سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں ہوں۔

فرمایا۔ صاحبان! حضرت ابوبکر کا منبر رسول صلعم پر ایسا فرمانا تین صورتوں سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہر لا کہا ہے یا جداً اور یا امتحاناً۔ پہلی صورت تو خلفاء کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔ دوسری صورت خلافت کے لئے نقص کا باعث ہے اور تیسری صورت ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ کے سراسر مخالف ہے۔ پس جبکہ یہ تینوں صورتیں درست نہیں ہیں تو لازماً یہ قول ان کا حقیقت پر محمول سمجھا جائے گا۔ اس لئے جب ابوبکر خود اپنے اقالہ خلافت کے لئے بدلیل لست بخیرکم احتجاج کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کیوں نہ ان کی تصدیق کی جائے۔

فرمایا اب حضرت عمر کی خلافت کے متعلق بھی ان کا اپنا اعتراف سُن لیں۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور ص ۱۳۹ سطر ۱۲ میں امام سیوطی نے سفیان بن ابی العرجاء سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا قال عمر بن الخطاب و اللہ ما ادری اخلیفۃٌ انا ام ملک انتہی بلفظہ۔ یعنی حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آیا خلیفہ ہوں میں یا بادشاہ۔

فرمایا دوستو! کیوں سن لیا آپ نے یہ ہے دوسری خلافت کا حال جس کو گدی پر بیٹھ جانے کے بعد تک بھی اس امر کا پتہ ہی نہیں لگا کہ وہ خلیفہ رسولؐ خدا ہے یا کہ دنیا کا بادشاہ ہے تعجب کا مقام ہے کہ حضرت عمر جب اس گدی پر بیٹھتے ہیں تو کیا سمجھ کر

بیٹھے ہیں کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ وہ ابوبکر کی جگہ نہیں تھی۔ اور ابوبکر اس گدی پر نہیں بیٹھا تھا جس پر کہ درحقیقت حدیث غدیر کے مطابق صرف جناب علی علیہ السلام کو بیٹھنا چاہیئے تھا اور دراصل وہی رسول خدا کی گدی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی صورت میں جبکہ حضرت عمر کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ خلیفہ ہے یا بادشاہ اور حضرت ابوبکر تو بالکل خلیفہ ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھے اور صریح لفظوں میں خالفہ ہونے کا اقرار کیا (جس سے نہ تو لوگ ہی امور دین میں بے نیاز ہو سکیں اور نہ خیر و برکت ہی اس کے وجود میں ہو) فرمائیے ایسے شخص کو کوئی کیونکر خلیفہ مان سکتا ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی "مدعی سست اور گواہ چست" فرمایا ان مصنوعی خلیفوں کا حال تو آپ نے سن لیا۔ اب حقیقی خلیفۃ اللہ والرسولؐ کی خلافت حقہ کا بھی ایک عجیب واقعہ سن لو کہ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۴۹ سطرہ میں امام العلامہ الشیخ سلیمان قندوزی حنفی نے بروایت یحییٰ بن سعید بلخی جناب امیر علیہ السلام سے نقل کیا ہے

قال انا امشی مع رسول اللہ صلعم فی طرق المدینۃ اذ یقبلنا شیخ طویل فسلم علی رسول اللہ صلعم و رحب بہ ثم التفت الیّ فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء و رحمۃ اللہ و برکاتہ ثم قال الیس کذالک ھو یا رسول اللہ فقال لہ بلیٰ ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما ھذا قول ھذا الشیخ قال لی و تصدیقک قولہ قال صلعم انت کذالک و الحمد للہ ان اللہ تبارک و تعالیٰ قال

فی کتابہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ وقال یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض وقال حکایۃ عن موسی حین قال لہارون اخلفنی فی قومی واصلح اذا استخلصہ موسی فی قومہ وقال تعالیٰ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ وعن رسولہ وانت وصّی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما قال لک الشیخ قلت من ھو قال ذالک اخوک الخضر علیہ السلام انتہی بلفظہ

یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے ہمراہ میں مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیخ طویل القامت ہم سے ملا۔ پس اس نے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ والسلام پر سلام کی اور مرحبا کہا اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیک یا رابع الخلفاء (چوتھے خلیفے اور خدا کی رحمت و برکت تم پر نازل ہو) اس کے بعد کہا یا رسول اللہ صلعم کیا یہ چوتھا خلیفہ نہیں ہے؟ پیغمبر صلعم نے فرمایا بے شک علیؑ چوتھا خلیفہ ہے۔ پس پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے رابع الخلفاء ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا اے علیؑ بے شک تم چوتھے خلیفے ہو اور حمد و شکر ہے خدا کا کہ اس نے اپنی کتاب مجید میں پہلی خلافت (آدم علیہ السلام) کے متعلق فرمایا ہے کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں اور دوسری خلافت کے متعلق فرمایا ہے۔ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا

اور (تیسری خلافت) کے متعلق حکایتہً موسیٰ کی طرف سے بیان کیا ہے جب کہ اس نے اپنے بھائی ہارونؑ سے فرمایا ہے کہ میری قوم کے (لوگوں) میں میری خلافت و نیابت کو پورا کرتے رہنا اور (ان میں) میل جول قائم رکھنا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب موسیٰ نے ہارونؑ کو اپنی قوم میں خلیفہ مقرر کیا۔ اور (چوتھی خلافت) کے متعلق فرمایا ہے۔ خدا نے اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس حکم کے مبلغ (پہنچانے والے) تم تھے اور تم ہی وصی ہو میرے اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰ سے ہو مگر اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ پس تم اس سلسلہ خلافت الٰہیہ میں چوتھے خلیفہ ہو۔ جیسا کہ اس شیخ نے تم سے کہا ہے میں نے پوچھا وہ شخص کون تھا۔ فرمایا وہ خضر علیہ السلام تھا :

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلعم وقد اصحر فتنفس الصعداء فقلت یا رسول اللہ صلعم مالك تنفس قال صلعم یا بن مسعود لغیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ صلعم قال من قلت ابا بکر فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراك تنفس یا رسول اللہ صلعم قال لغیت الی نفسی فقلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراك تنفس یا رسول اللہ صلعم قال لغیت الی نفسی فقلت استخلف فقال من قلت علیاً قال ذالك والذے

لا الٰه غیره لو بایعتموه ادخلکم الجنة اجمعین (اخرجه فی الحلیة والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد الله بن مسعود)

یعنی عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہم کو ہمارے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ بنا جائیں۔ آپ نے فرمایا کس کو بناؤں میں نے کہا ابوبکر کو۔ آپ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے ایک گہرا سانس بھرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں۔ فرمایا آپ نے ابن مسعود ہمارے انتقال کرنے پر ہم کو مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کس کو میں نے کہا عمر کو۔ آپ پھر خاموش ہو گئے پھر ایک ساعت کے بعد آپ نے ایک گہرا سانس بھرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے انتقال کی خبر ملی ہے۔ میں نے کہا حضور آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں۔ آپ نے فرمایا کس کو میں نے کہا علیؑ ابن ابی طالب کو۔ پیغمبر صلعم نے اس وقت ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو جنت

ہیں داخل کریں گے ۔

فرمایا۔ صاحبان! یہ حدیث منقول اکابر آئمہ اہلسنت ہے۔ جس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلعم نے ابوبکر اور عمر کی خلافت پیش کئے جانے پر خاموشی اختیار کی اور علیؑ کی خلافت کے ذکر پر فرما کہہ دیا کہ اس کی بیعت سے تم سب بہشت میں داخل ہوگے۔ اگر ابوبکر اور عمر کی خلافت پر بھی آپ خوش ہوتے تو ضرور ان کے ذکر پر بھی کوئی ایسا ہی موید جملہ فرما دیتے مگر ان دونوں کی خلافت کی درخواست پر پیغمبر صلعم خاموش ہوگئے جس سے صاف ثابت ہوا کہ پیغمبر کو ان دونوں کا خلیفہ ہونا منظور نہ تھا۔

فرمایا۔ صاحبان! سن لیا آپ نے۔ پھر ایسے خلیفہ اور نائب مصطفٰے کو چھوڑ کر کوئی دانش مند کیونکر ایسے مصنوعی خلیفوں کو نائب رسول سمجھ سکتا ہے۔ جن کو نہ تو خدا نے خلیفہ بنایا نہ مصطفٰے نے ان کو نائب اپنا مقرر کیا اور وہ بے چارے شرم کے مارے خود ہی اپنی خلافت سے انکاری ہو کہ خود ہی خلیفہ ہونے کا اعلان کر رہے ہوں۔ مگر تم ہو کہ خواہ مخواہ "مان نہ مان میں تیرا مہمان" ان کی مصنوعی خود ساختہ خلافت منوانے کے لئے آستینیں چڑھائے سر بکف سے دست بگریباں ہو رہے ہیں لاحول ولاقوت الا باللہ۔

فرمایا پس مناسب یہ ہے کہ پہلے ان خود ساختہ خلیفوں سے آپ خلافت منوالیں۔ پھر ان کی بیعت کے لئے دعوت دیں اور جدوجہد بھی کریں۔ ممکن ہے اس وقت کوئی مان بھی جائے ورنہ تعلیم یافتہ طبقہ تو ایسے بے سروپا ڈھکوسلے سے اب یقیناً کسی طرح دھوکے

اور فریب میں آ نہیں سکتا۔ دلائل قاہرہ سے ان پر اب حق ظاہر ہو چکا ہے پھر حق کو چھوڑ کر صریحاً باطل کا کیونکر کوئی تمسک ہو سکتا ہے۔ فتدبر جداً

یوم الغدیر روز عید ہے

فرمایا صاحبان! آپ پر اچھی طرح یہ اب روشن ہو چکا ہے کہ غدیر خم کا واقعہ ۱۸ تاریخ ماہ ذی الحجہ کو ظہور پذیر ہوا۔ اسی روز تبلیغ ولایت حضرت علی علیہ السلام کے بعد ہی فوراً آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی جس کو تفصیل کے ساتھ میں ثابت کر چکا ہوں۔ اسی آیت کے نازل ہونے کے روز کو حضرت عمر نے اہل کتاب کے جواب میں عید ہونا تسلیم کر لیا ہے جیسا کہ درمنثور مطبوعہ مصر جلد دوم ص۲۵۸ سطر ۹ میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے کہ اخرج اسحٰق بن راھویہ فی مسندہ و عبد بن حمید عن ابی العالیہ قال کانوا عند عمر فذکروا ھذہ الایۃ فقال رجل من اھل الکتاب لو علمنا ای یوم نزلت ھذہ الایۃ لاتخذناہ عیدا فقال عمر الحمد للہ الذی جعلہ لنا عیدا۔ انتہیٰ ملخصاً

یعنے اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں تخریج کی ہے اور عبد بن حمید نے ابوالعالیہ سے کہا کہ حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے کہا اگر ہم کو علم ہوتا کہ یہ اکملت

لکم دینکم کون سے روز نازل ہوئی تو ہم ضرور اس روز کو عید مانتے پس حضرت عمر نے جواب میں کہا حمد اور شکر ہے اس خدا کے لئے جس نے اس روز ہم مسلمانوں کے لئے عید مقرر کیا ہے ؛

فرمایا۔ دوستو! سنتے ہو حضرت عمر نے آیت اکملت لکم دینکم جس روز نازل ہوئی ہے اس روز کے عید ہونے کو نہ صرف تسلیم ہی کیا ہے۔ بلکہ اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خدا نے اس روز کو ہمارے لئے عید مقرر کیا ہے۔ اب صرف یہ سوال اس پر ہو سکتا ہے کہ یہ آیت کس تاریخ اور کس مہینے میں نازل ہوئی۔ سو اس کے متعلق میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں کہ آیت اکملت لکم دینکم جمہور ائمہ محدثین اور مفسرین اہلسنت کے نزدیک خاص ۱۸ ذی الحجہ کو نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں الیوم موجود ہے جس کے معنی ہیں آج کے دن (۱۸ ذی الحجہ) جیسا کہ تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد دوم ص۲۵۹ سطر ۲ میں امام سیوطی نے ابوسعید خدری کی روایت نقل کی ہے۔ لما نصب رسول اللہ صلعم علیا یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ھبط جبریل علیہ بھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ۔ انتہی بلفظ

یعنی جب کہ پیغمبر صلعم نے علیؑ کو خلافت کے لئے نصب کیا ہے۔ غدیر خم کے روز پس اس کے ولایت عہد کی منادی کی ہے تو اس وقت جبرئیل پیغمبر صلعم پر یہ آیت لے کر نازل

ہؤا ہے کہ آج کے روز (۱۸ ذی الحجہ) کو میں نے تمہارے دین کو کامل کیا ہے الخ

ایضاً سطر ۴ میں اسی صفحہ کے ابوہریرہ سے یوں مرقوم ہے۔ قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ

یعنی جب کہ ۱۸ تاریخ ماہ ذی الحجہ کو غدیر خم کا روز تھا تو پیغمبر صلعم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اس کے بعد آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی ؛

فرمایا پس اب صاف ثابت ہے کہ اکمال دین و اتمام نعمت جس روز خدا نے کی ہے وہ روز حضرت عمر کے اقرار سے **یوم العید** ہے۔ اور ۱۸ ماہ ذالحجہ کو حجۃ الوداع سے فراغت کے بعد مقام غدیر خم میں حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور ولیعہدی کی تبلیغ کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے اس سے معلوم ہؤا کہ ۱۸ ذی الحجہ عید غدیر ہے پس اس روز شیعہ بیادگار ولی عہدی امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام خوشی منائیں اور سنت جماعت اس روز کو حضرت عمر کے عید مان لینے کی وجہ سے خوشی منائیں اور عید کے تمام لوازم کو اس روز پورا کریں۔ محلوں کوچوں اور مکانوں میں چراغاں کریں۔ مصافحہ اور معانقہ کرنا بروز عید غدیر موجب ثواب عظیم ہے ؛

فرمایا یاد رکھو کہ عید غدیر نہایت ہی مبارک روز ہے۔ اس کی عزت کرو کہ اس سے تم خود بھی عزیز ہو جاؤ گے۔ قصیدہ خوانیوں کی محفلیں

جگہ جگہ قائم کرو، بچوں اور دوستوں پر انعام و اکرام کرو اور عیدیاں دو کہ ایک درہم اس روز بذل و بخشش کرنا ایک لاکھ درہم کا ثواب رکھتا ہے فرمایا۔ عید غدیر کے روز روزہ رکھنا ثواب عظیم ہے اور صائم کا افطار کرا دینا بھی ثواب عظیم کا باعث ہے **مودة القربیٰ** صلہ سطر ۱۱ میں سید علی ہمدانی سنی ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں۔ من صام یوم الثامن عشر من ذی الحجہ کان لہ کصیام ستین شہراً وھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلعم بید علی فی غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ عن الامام الباقر علیہ السلام عن آبائہ علیھم السلام مثل ذالک ویروی عن کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفۃ ھذا الخبر انتہیٰ بلفظہ

یعنی جو شخص کہ ذی الحجہ کی ۱۸ تاریخ کو روزہ رکھے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب اس کو ملے گا یہ وہی روز ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے اس روز علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے غدیر خم میں فرمایا تھا۔ جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ امام ہمدانی اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ اور ان کے آبائے معصومین علیہم السلام سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ بلکہ بہت سے صحابہ نے مختلف مقامات میں اس خبر کو روایت کیا ہے

فرمایا عزیزو! خوشی کا مقام ہے کہ شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان لاہور نے چند سال سے اعلیٰ پیمانہ پر یہ جلسہ سرور عید غدیر کرنا شروع کر دیا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شیعہ بستی میں ۱۸ ذی الحجہ

کو یہ عید غدیر منائی جایا کرے اور اس تقریب پر جلسے اور قصیدہ خوانیاں ہوا کریں۔

فرمایا۔ صاحبان! میں اس سے زیادہ مزاحم ہونا نہیں چاہتا وقت بہت گذر چکا ہے۔ صمیم قلب سے سب حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے توجہ تمام سے اس مسرت بخش اور بہجت افزاء واقعہ ولایت عہد ولایت مآب روحی فداہ کو سنا۔ اب اس پر غور کرنا اور اس سے کسی مفید نتیجہ تک پہنچنا آپ کا فرض ہے۔ میں اپنا فرض (تبلیغ) ادا کر چکا ہوں۔

المقرر۔ **علی الحائری**

قصیدۂ غدیر (از کلام بلاغت نظام جناب مولوی سید فراست حسین صاحب فراست زیدپوری)

غدیر خم پہ ڈنکا بج رہا ہے جس کا وہ حیدر ۔۔۔ جسے مومن وصی احمد مختار کہتے ہیں
گل باغ ولایت آج ہے صحرا کے دامن میں ۔۔۔ کھلا باغ تمنا دشت کے اشجار کہتے ہیں
پیمبر بعد حج آخری آئے ہیں کعبہ میں ۔۔۔ مسلمانوں سے حکم ایزد غفار کہتے ہیں
بڑا مجمع ہے جا سکتی نہیں بانگ جرس تا ہر ۔۔۔ بٹھا کر اونٹ تکیہ پر شتر اسوار کہتے ہیں
حصار کارواں میں صاحب معراج منبر پہ ۔۔۔ علی کو اوصیاء کا قافلہ سالار کہتے ہیں

نئی مجلس نیا خطبہ نیا منبر کجاووں کا
انہیں چیزوں کو ہم اتفاق قدرتی آثار کہتے ہیں

عروجِ بخت یہاں اوج منبر سے ہویدا ہے
زمیں کے رہنے والے چرخ کا سردار کہتے ہیں

کوئی کہتا ہے بام عرش کہتا ہے کوئی کرسی
ہم اس کو زینہ کا شانۂ اسرار کہتے ہیں

کہیں کہا اس کو جس منبر پہ تبلیغ رسالت ہو
پیمبر کے ذرا اخلاص کی معیار کہتے ہیں

نہیں منبر یہ ہے تختِ خلافت شاہ مرداں کا
خدا ہے بانئ محفل اسے دربار کہتے ہیں

رسالت نے بٹھایا تختِ شاہی پر امامت کو
یہ ربط و ضبط کے معنی ہیں اس کو پیار کہتے ہیں

نبیؐ سے اٹھ کے پوچھیں لفظ مولیٰ کے ہیں کیا معنے
جو لوگ اپنی جگہ پر کہتے ہیں بیکار کہتے ہیں

کھلے در باغِ جنت کے ہوا آغاز بیعت کا
وہ بیعت بیعتِ رضواں جسے بیدار کہتے ہیں

نصیحاں جہاں کھولے ہوئے ہیں مرح دفتر کے
ثنائے شاہ دیں میں بھی ہم کچھ اشعار کہتے ہیں

پلا ساقی کو ساغر اب شراب روح پرور کا
وہ مئے قطرہ کو جس کے زندہ دل دلدار کہتے ہیں

نظر در کار ہے دونوں جہاں میں جلوہ گر اس میں
ترے شیشے کو آئینہ اسرار کہتے ہیں

جو ساغر کی طلب میں اٹھتے رہتے ہیں پیچھے آگے
یہ ہیں وہ ہاتھ جن کو دست استغفار کہتے ہیں

قصیدہ از رشحاتِ قلم جناب سید عطا حسین صاحب اہلمد ججی ریٹائرڈ بریلی

خوشا کہ آج نبیؐ پر ہے بعد حج اخیر
نزول آیۂ بلّغ قریب خم غدیر

ہوا ہے روح امیں کو یہ حکم رب قدیر
مرے حبیبؐ کو پہنچا پیام بے تاخیر

جو راز تم کو امانت ہے صاف کر دو عیاں
نہ ہو ذرا بھی توقف نہ خوف دامن گیر

ہوئی جو آج نہ تبلیغ حکم یاد رہے
تمہاری شمع رسالت رہیگی بے تنویر

رسولِ پاکؐ نے روکی وہیں عنان سفر
رکے جو آپ تو ٹھہری غرض تمام وہ بھیڑ

بنا وہ وادئ پر خار وادئ ایمن
ندا یہ کر دی منادی نے چار سو تشہیر

چہ ساکن و چہ مسافر چہ پیدل و چہ سوار
چہ تاجدار چہ رئیس و چہ خادم و دہ گیر

بغیر اذن نہ آگے بڑھا سکے کوئی قدم
عدول حکم خدا اور رسول سے تکفیر

نہ آگے جائے کوئی جو گیا ہو واپس آئے
یہی ہے حکم خدا و رسول عرش سریر

شیوع حکم الہٰی میں تھا یہ نظم
کجاوے جوڑ کے منبر بھی ہو گیا تعمیر

خدا کا راز پیمبرؐ کا دل خبر کس کو
رہا جہاں تحیر ہر اک کو دامن گیر

غرض کہ جمع ہوئے خاص و عام خورد و کلاں
اور ایستادہ ہوئے سید بشیر و نذیر

رسولؐ آئے جو بالائے منبر نو ساخت
رخ نبیؐ کی طرف چشم ہر صغیر و کبیر

خدا کے حمد و ثنا میں کھلی زبان فصیح
ہٹا جو قفل در رمز حق کلید پذیر

اٹھا کے قوت بازو کو دونوں ہاتھوں پر
کہا یہ مثل مرے آج سے ہے کل کا امیر

کہا خدا نے ہے فرمان واجب الاذعان
کہ ان کے دوست کو رکھتا ہے دوست رب قدیر

ہیں جس کا مولیٰ ہوں اسکا علیؑ بھی مولیٰ ہے
بگوش ہوش سنیں مرد و زن صغیر و کبیر

عدو علیؑ کا عدو ہے خدا عدو ہے رسولؐ
یہی بس آج کے وحی خدا کی ہے تفسیر

نبیؐ ادائے فریضہ سے جب ہوئے فارغ
شروع ہوئی بخ لک کی پھر تقریر

علی العموم ہوا نعرۂ مبارک باد
کہ جس سے گونج اٹھا وادیٔ مقام غدیر

نزول وحی سے بس دین ہو گیا کامل
تمام ہو چکی سب نعمت خدائے کبیر

وہ دین جس کو خدا نے کہا رضیت لکم
نبیؐ کی جس میں ہے تعلیم و خلق پر تاثیر

رواق دیں کی نبیؐ سے ہوئی بنا قائم
علیؑ کی کوشش بازو سے وہ ہوا تعمیر

بنائے دین خدا تھے پیمبرؐ مبعوث
رواج قبضہ میں جسکے وہ حیدری شمشیر

علیؑ کی ذات نبوت سے کس طرح تھی بہم
ہے جس طرح سے کہ واجب نماز میں تکبیر

علیعت شوہر زہراؑ علیؑ ابو الحسنینؑ
علیؑ برادر احمدؐ علیؑ جناب امیر

قصیدہ از کلام بلاغت نظام جناب سید محمد احسن صاحب کاظمی نگینوی فانی

بہار آئی غدیر خم کا ساقی ایک ساغر دے
پلا کر مئے عقیدت مجھے سرشار کوثر دے

میں اس میخانہ کا دیرینہ میکش ہوں مرے ساقی
شراب ایسی جو میرے قلب کو کر دے منور دے

رسول محترم کے میکدہ کے بارہویں مالک
یہ اک مشتاق بیٹھا ہے اسے کچھ جام کوثر دے

چلا ہے بزم عشرت شوق سے میخوار بیٹھے ہیں
ابھی ہر ایک کو جام شراب روح پرور دے

نکھوں پھر مدحت حیدر نشہ میں ساقی بیہوش
مئے فردوس مجھکو تو کہ اب ہے میر منبر دے

علی کے نام سے دنیا کے زردار اور نہ کیوں لرزیں
گواہی جس کی شوکت کی ابھی جبرئیل کا پر دے

بھلا ایسے شہ ذیجاہ کی طاقت کا کیا کہنا
جو گھوڑے میں اپنی انگلیوں سے خیبر کا در دے

رسول پاک کی نعمت سے ہو تم تسبیح حسن شکی
گواہی عفت و عصمت کی جس کی رب داور دے

ولی اللہ ہونے پر علی کے متفق سب ہیں
خبر بھی ولایت سے جو آئندہ کی اکثر دے

یاد آ رہا ہے مومنین دل علی پڑھتے
سرور لطف دو گونہ مطلع ثانی مکرر دے

مطلع دوم

غدیر خم سے پیمانے کو میرے ساقیا بھر دے
ابھی کچھ ہوش باقی ہے مکرر دے مکرر دے

مناقب کیا لکھوں اس محترم ہستی کے اے ہمدم
محمدؐ خود جسے اسلام کا اورنگ افسر دے

خدا کے حکم سے وہ غدیر خم بصد شوکت
سر مجلس خلافت جس کو احمدؐ سا پیمبر دے

حقیقت میں بہت ہی قابل عزت ہے وہ ہستی
جسے اللہ بیٹے ہمسر شبیرؑ و شبرؑ دے

یداللہ اور شیرِ حق امیر المومنین حیدرؑ — علیؑ مرتضیٰ جس کو لقب اللہ برتر دے
مجاہد لشکرِ اسلام کے سب عاجز آ جائیں — علیؑ فضلِ خدا سے کھول دم میں بابِ خیبر دے

قطعہ

خدا کہتا نہیں میں کفر کے فتوے سے ڈرتا ہوں — نصیری خواہ ان کو رتبۂ معبودِ اکبر دے
ولیکن میں کہوں گا ناخدائے کشتیِ امت — جہازِ امتِ عاصی کا احمدؐ جس کو لنگر دے
طلب الفت کی ہے مجھ کو خوف ورنہ اور کچھ کہتا — دعا ہے اب صلہ اس کا مجھے خود داور دے

لکھا ہے خوب تم نے یہ قصیدہ حضرت فانی
تمہارا کلام تمہارا یہ صحیح ہے کہ ہر کا ہے نہ ہر مرد

قصیدہ از نتائج افکار منشی امام بخش صاحب سوختہ

بشر تو کیا ہیں فرشتوں کا بھی نہیں مقدور — کہ وہ فضائل حیدرؑ کو کر سکیں محصور
نہ ہم سے حمدِ خدا ہو نہ نعتِ احمدؐ ہو — نہ وصفِ حیدرِ کرار ہو سکے مسطور
نہ جب زبان کو طاقت نہ ہے قلم کو مجال — علیؑ کی وصف کوئی لکھ سکے یہ کیا مقدور
علیؑ ولی خدا جانشینِ پیغمبرؐ — ثنا ہے جن کی کتابِ کریم میں مسطور
یہ ہے حدیث نہایت صحیح اور حسن — ہوا ہے خم میں زبانِ نبیؐ سے آپ کا صدور
مثالِ شمس ضحیٰ یہ حدیث ہے روشن — نہ دیکھے اس کو جو سمجھو لبانِ شپرہ کور
بحکم آیۂ بلّغ نبیؐ بہ خمِ غدیر — علیؑ کو اپنا وصی کرنے پر ہوئے مامور
بنایا اونٹوں کے پالانوں کا وہاں منبر — اور اس پہ بیٹھے جنابِ رسولِؐ ربِ غفور
پڑھا نبیؐ نے وہاں خطبہ طویل و بسیط — تھی جس میں حمدِ خدا اور نصیحتیں مذکور

پھر اپنے ہاتھ میں لے کر ید ید اللہی — کیا بلند تو پھر یوں گہر فشاں تھے حضور
کہ جس کا میں ہوں ولی اسکا ہے ولی حیدر — مجھے ہے جس پہ حکومت اسے ہے اس پہ ضرور
پھر اس کے بعد دعا کی نبیؐ نے بہر علیؑ — کہا یہ بارگہ حق میں اے خدائے غفور
تو دوست رکھ اسے جو شخص ہو علیؑ کا دوست — عدو علیؑ کا ہو رحمت سے تیری ہر دم دور
پھر اس کے بعد محمدؐ نے بیعت حیدرؑ — ہر اک سے لی جو تھے حضار مجلس مذکور
علیؑ کو حضرت ثانی نے دی مبارکباد — یہاں تلک ہوا ہر شخص پر خوشی کا وفور

دعائے سوختہ ہر دم ہے اپنے آقا سے
لوائے احمد کا سایہ ہو مجھ پہ روز نشور

موعظہ حسنہ بار چہارم } یہ مناظرہ میں سب سے زیادہ مفید رسالہ ہے جس میں مخالفین کے سات سوالوں کا جواب انہیں کی ۸۴ کتب معتمدہ سے دیا گیا ہے ؛ قیمت ۱۲ر

موعظہ مباہلہ } مباہلہ پر جامع نکات عجیبہ بحوالہ کتب اہلسنت مندرج ہیں۔ مخالفین خلافت حقہ کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ قیمت ۷ر

موعظہ تقیہ } جس میں تقیہ کے متعلق مکمل تقریر بحوالہ کتب اہلسنت مندرج ہے۔ قیمت ۷ر

موعظہ تحریف قرآن } جس میں کتب مخالفین سے ثابت کیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کا قائل۔ عامل اور ناقل فرقہ اہلسنت ہے نہ کہ فرقہ شیعہ ؛ قیمت ۷ر

ملنے کا پتہ :۔ منیجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ ۲ لاہور

مظلومیت کی داستان

یعنی

سیرت امام حسینؑ

[illegible]

[illegible]

ناظرین اسلام کے اس سچے ہیرو کی زندگی کی تاریخ ہے جس نے حق و صداقت کے راستے میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر نہایت صبر و استقلال سے اپنے عزیز و اقربا خویش و اقارب مال و املاک حتی کہ اپنی گرانبہا متاع حیات کو بھی قربان کر دیا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است ۔ پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

اس پیکر تسلیم و رضا نے خود فنا ہو کر اسلام کو زندہ جاوید بنا دیا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

پس کتاب مذکورہ میں تمام واقعات از ولادت تا شہادت نہایت شرح و بسط کے ساتھ نہایت معتبر اور مستند تواریخ سے اخذ کر کے صاف اور شستہ زبان میں قلمبند کئے گئے ہیں جس میں امام مظلوم کی لائف پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے اور شہادت کے خونچکاں مناظر ایسے درد انگیز پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں کہ سنگدل سے سنگدل بھی پڑھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نثر اور نظم کا لاجواب مجموعہ ہے۔ اس میں تین عدد فوٹو مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ کربلائے معلیٰ ایک رنگ کے اور ایک سہ رنگا بلاک ذوالجناح کا کتاب کی شان کو بڑھا رہے ہیں۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت عمر

پتہ ملنے کا } منیجر کتبخانہ حسینیہ حلقہ ع 52 موچی دروازہ لاہور